چلد ۷ — مئی ۱۹۶۶ء — شمارہ ۵

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ چھ روپے — فی پرچہ ۶۰ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

آل عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

مئی سنہ ۱۹۶۶ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

فی پرچہ ۶۰ پیسے

سالانہ چندہ چھ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

آل عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

مئی ۱۹۶۶ء

ایڈیٹر
مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ چھ روپے

فی پرچہ ۶۰ پیسے

[illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	" " "	[illegible]
[illegible]	" " "	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۷ ○ ماہنامہ انصاراللہ ربوہ ○ شمارہ ۵

مئی ۱۹۶۶ء

جذبۂ تشکر اور احسان مندی کا لازمی تقاضہ

فضل عمر فاؤنڈیشن اور اس میں شرکت کی اہمیت

حضرت فضل عمر، المصلح الموعود، خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدائی بشارتوں کے مطابق دنیا میں اسلام کی سربلندی، مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح اور حقیقی امن کے قیام کے سلسلہ میں اپنے عظیم الشان کارناموں کے ذریعہ ہم احمدیوں پر، اطراف و جوانب عالم میں بسنے والے مسلمانوں پر اور بحیثیت مجموعی جملہ اقوام عالم پر جو انتہائی گراں قدر احسانات فرمائے ہیں وہ کیفیت و کمیت کے اعتبار سے بنیادی اہمیت اور ہمہ گیر افادیت کے حامل ہیں۔ علی الخصوص جماعت احمدیہ کا تو کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں جسے حضور رضی اللہ عنہ نے عظیم الشان روحانی فیوض کے ساتھ ساتھ ذاتی نوعیت کے بھی ان گنت احسانوں سے نہ نوازا ہو۔ یہ ایک ایسی مبرہن حقیقت ہے کہ جماعت کا ہر چھوٹا بڑا جذبات تشکر سے لبریز ہوتے ہوئے اس کا دل سے قائل و معترف ہے کیوں نہ ہو جب کہ اسے ذاتی مشاہدہ و تجربہ اور باطنی معرفت کی بناء پر اس بارہ میں حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہے۔ لااستثناء جماعت کے ہر فرد کا رواں رواں بزبان حال گواہی دیتا ہے کہ وہ حضور رضی اللہ عنہ کے نہایت ہی مقدس و بابرکت عہد خلافت میں دینی و دنیوی لحاظ سے قدم قدم پر حضور رضی اللہ عنہ کا زیر بار احسان رہا ہے اور تادم حیات آئندہ بھی رہے گا۔ یہی نہیں بلکہ آنے والی نسلیں بھی حضور رضی اللہ عنہ کے رفیع الشان کارناموں اور ان کی فیض رسانی کے لامتناہی

تسلسل کے باعث رہتی دنیا تک حضورؓ کی ممنونِ احسان رہیں گی۔ اور حضورؓ کی مبارک یاد پر محبت و عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کو سعادتِ عظمیٰ تصور کریں گی۔

ایک دنیا جانتی اور اس کی قائل و معترف ہے کہ حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عظیم الشان کارناموں اور ہر طبقہ پر گراں قدر احسانوں کی وجہ سے حسبِ بشارات اپنی زندگی میں زمین کے کناروں تک شہرت پائی۔ دنیا میں غلبۂ اسلام کے ساتھ ساتھ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ خدا داد شہرت و عزت آئندہ بھی بڑھتی چلی جائے گی۔ کیونکہ یہ خدائی فیصلہ ہے جسے دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی بدل نہیں سکتی کہ حضورؓ کی یاد ہمیشہ دنیا میں زندہ رہے گی اور آنے والی نسلوں کو حضورؓ ہی کے متعین کردہ خطوط پر غلبۂ اسلام کی جدوجہد جاری رکھنے اور اس کی خاطر بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کرنے پر ابھارتی رہے گی۔ ایسے نابغۂ روزگار اور ایسے نافع الناس وجود اور ایسے عظیم محسن کی یاد کو ہمیشہ ہمیش زندہ رکھنے کی خدائی تقدیر کو بروئے کار لانے کی آسمانی جدوجہد میں حصہ دار بننے کی کوشش کرنا اور اس میں سرخروئی حاصل کرنا ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ ایسی عظیم الشان سعادت جو اس جدوجہد میں حصہ لینے والے ہر فرد جماعت کی انتہائی خوش بختی و خوش نصیبی پر دلالت کرتی ہے۔

حق یہ ہے کہ بڑی سے بڑی ظاہری یادگار بھی ایسے عظیم محسنِ انسانیت کی شکرگزاری اور احسان مندی کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ البتہ شکرگزاری اور احسان مندی کا اگر کچھ حق ادا ہو سکتا ہے تو صرف اس طرح کہ ان رفیع الشان کاموں کو جو حضورؓ نے اپنی زندگی میں شروع فرمائے۔ اور جنہیں حضورؓ نے اپنی جان پر کھیل کر پوری عظمت و شان کے ساتھ اپنے آخری سانس تک جاری رکھا، ہم اسی جذبہ و جوش کے ساتھ آئندہ بھی جاری رکھیں اور انہیں پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ چنانچہ جماعت کو اس قابل بنانے کی خاطر ہی کہ وہ غلبۂ اسلام کے ضمن میں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاری کردہ کاموں کو پورے جذبہ و جوش کے ساتھ جاری رکھ سکے اور انہیں پوری عظمت و شان کے ساتھ جاری رکھنے کا حق ادا کر سکے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **"فضل عمر فاؤنڈیشن"** کے نام سے باقاعدہ ایک ادارہ قائم کرنے کا اعلان فرمایا ہے جس کی تفصیلات بعض دنوں الفضل کے ذریعہ احباب جماعت کے سامنے آ چکی ہیں۔ یہ ادارہ کم از کم ۲۵ لاکھ روپے کے ابتدائی سرمائے سے اپنے مفوضہ فرائض کی انجام دہی کا کام شروع کرے گا۔ اس فاؤنڈیشن کے قیام کے ذریعہ احباب جماعت کو یہ موقع دیا گیا ہے کہ وہ حضورؓ کے احسانات بے پایاں کی شکرگزاری کا عملی ثبوت دیتے ہوئے اس میں دل کھول کر چندہ دیں اور مطلوبہ رقم کم سے کم مدت میں فراہم کر دکھائیں تاکہ اس رقم سے جو آمد پیدا ہو وہ غلبۂ اسلام اور خدمتِ انسانیت کے ان کاموں پر خرچ ہو جنہیں حضورؓ نے خدائی منشاء کے موجب جاری فرمایا اور جو حضورؓ کو

جان و دل سے کہیں بڑھ کر عزیز تھے۔

یہ تصور ہی نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی احمدی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جو حضورؓ کے لازوال کارناموں پر شکر گزاری اور احسان مندی کے اس انمول موقع سے فائدہ نہ اٹھائے۔ جماعت کے بعض مخالفین کو حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ والاصفات کے ساتھ افرادِ جماعت کے بے پناہ جذبۂ عشق کے پیش نظر اس تحریک کے پیچھے قربانی و ایثار کا بحرِ ذخار موجیں مارتا ہوا نظر آ رہا ہے اسی لئے انہوں نے اس کی مخالفت ضروری سمجھی ہے۔ اگرچہ ان کی یہ مخالفت اس امر پر دال ہے کہ یہ کام خدا کے ہاں مقبول ہے اور یہ بہرحال پورا ہو کر رہے گا تاہم اس میں بھی شک نہیں ہے کہ اُن کی یہ مخالفت ہمارے لئے چیلنج کا حکم رکھتی ہے اس چیلنج کا ایک ہی جواب ہے کہ ہم ۲۵ لاکھ نہیں بلکہ کم سے کم مدت میں فاؤنڈیشن کے لئے ۵۰ لاکھ روپے فراہم کر دکھائیں تا احمدیت کی صداقت کا ایک اور درخشندہ و تابندہ نشان ظاہر ہو اور دنیا ایک بار پھر دیکھ لے کہ جماعت احمدیہ یَدُاللّٰہِ عَلَی الجَمَاعَۃِ کی مصداق ہے۔

پس اے شمع خلافت کے پروانو! اور اے اپنے آقا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ دلی محبت وعقیدت اور جاں نثاری و فدا کاری کا دعویٰ کرنے والو! یہ تمہارے امتحان کا وقت ہے آؤ اور اپنی استطاعت کے مطابق فاؤنڈیشن کے لئے بڑھ چڑھ کر رقوم پیش کر کے دنیا پر ثابت کر دکھاؤ کہ تم حضرت فضل عمرؓ کے ساتھ اپنے دعوئ محبت و عشق میں صادق ہو اور یہ کہ تم اپنے اس صدق و وفا کے بل پر حضورؓ کے جاری کردہ کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرو گے۔ آؤ! اور خدا کے عطا کردہ اموال میں سے جو اس نے تمہیں حضرت فضل عمرؓ کے متبعین میں شامل ہونے کی برکت سے اپنی رحمت اور فضل کے نشان کے طور پر عطا کئے ہیں۔ حضرت فضلِ عمرؓ کے نامِ نامی اور اسم گرامی پر قائم ہونے والے ادارہ کے لئے دل کھول کر چندہ دو۔ والہانہ انداز میں آگے بڑھ بڑھ کر چندہ دو، اور اتنا چندہ دو کہ اگر اس راہ میں تمہیں تکلیف بھی اٹھانی پڑے تو اس سے دریغ نہ کرو بلکہ اس تکلیف کو اللہ تعالیٰ کا ایک انعام اور اس کا ایک فضل جانو۔ خدمتِ اسلام اور خدمتِ انسانیت کے جن عظیم الشان کاموں کو پورے جذبہ و جوش کے ساتھ جاری رکھنے کے لئے فضل عمر فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے، حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہی کاموں کے لئے تمہیں اپنی زندگی میں مالی قربانیوں پر ابھارتے ہوئے ایک نصیحت فرمائی تھی، وہ نصیحت آبِ زر سے لکھنے اور حرزِ جان بنانے کے قابل ہے۔ وہ ہمیشہ تمہارے پیش نظر رہنی چاہیئے۔ حضورؓ نے فرمایا تھا:-

"جماعت احمدیہ بے شک چندے دیتی ہے لیکن صحابہؓ والا انفاق اور تھا۔ وہ تو کوشش کر کے اپنے اوپر غربت لاتے تھے۔ جب تک اسی طرح انفاق نہ ہو ترقی ممکن نہیں ہوا کرتی۔ اسی طرح (سورۃ ابراہیم کی آیت ۳۱ میں) جہاں خرچ کا حکم دیا ہے وہاں سِرًّا کو پہلے رکھا ہے، یہ بتانے کے لئے کہ اصل انفاق وہ ہے جو طبعی ہو اور اس میں کسی شہرت وغیرہ کا خیال نہ ہو۔ جو انفاق طبعی ہو گا ظاہر ہے اس کے لئے طبیعت کو ابھارنا نہیں پڑے گا۔ بلکہ اس کے ظہور کو بعض دفعہ روکنے کی ضرورت محسوس ہو گی۔ پس وہی انفاق اس آیت کے ماتحت اصل انفاق ہے جو طبعی ہو نہ یہ کہ نفس پر خرچ کرنا تو طبعی ہو اور خدا کے راستہ میں خرچ کرنے کے لئے دوسرے کے لینے کی ضرورت ہو۔ جب جماعت احمدیہ میں یہ مادہ پیدا ہو جائے گا اور انہیں اپنے آپ پر خرچ کرنے کے لئے تو نفس پر بوجھ ڈالنا پڑے گا اور دین کی راہ میں خرچ کرنا طبعی تقاضا نظر آئے گا تب ان کے لئے ترقیات کے راستے کھلیں گے۔" (تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۴۸۱، ۴۸۲)

یاد رکھو اور اس امر کو کبھی فراموش نہ ہونے دو کہ خدا تعالیٰ نے خلافت ثالثہ کی برکت سے ترقیات کی نئی راہیں کھولنے کے لئے ہی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک ہاتھوں سے فضل عمر فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھوائی ہے۔ پس ترقیات کی ان نئی راہوں کے کھلنے میں اپنے آپ کو حصہ دار بنانے کے لئے تم بھی صحابہؓ والے انفاق کا نمونہ قائم کر دکھاؤ۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کے فنڈ میں حصہ لو، طبعی جوش کے ماتحت حصہ لو اور ایسے والہانہ رنگ میں حصہ لو کہ تمہیں تحریک کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے بلکہ تمہارے بڑھتے ہوئے جوش اور اپنے اوپر غربت وارد کرنے کے جذبہ کو دیکھ کر حضرت امیر المومنین کو تمہارے جوش کو روکنے کی ضرورت محسوس ہونے لگے۔

اے محمودؓ کے نام پر مر مٹنے والے محمودؓ کے ایاز صفت جاں نثارو! سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انفاق فی سبیل اللہ کی راہ میں تمہاری سابقہ روایات اور طبعی جوش کے پیش نظر پہلے ہی اس کے ظہور کو ایک حد تک روکنے کی راہ نکال دی ہے اور وہ یہ کہ تم حسب استطاعت جتنی بھی بڑی سے بڑی رقم فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے پیش کرنا چاہتے ہو اسے تم تین سالانہ قسطوں میں ادا کر سکتے ہو۔ اس سہولت اور رعایت کی موجودگی میں تمہارے لئے اس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چنداں مشکل نہیں رہتا تم تین سالانہ قسطوں میں خطیر سے خطیر رقم بآسانی ادا کر کے حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ

اپنے بے پناہ جذبۂ محبت و عشق اور فدائیت کا ثبوت دے سکتے ہو اور اس طرح دنیا پہ ثابت کر سکتے ہو کہ حضور رضی اللہ عنہ کے ان گنت احسانوں پر تمہارا جذبۂ شکرگزاری کسی حال میں بھی ماند نہیں پڑ سکتا بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ جذبہ بفضل اللہ تعالیٰ فزوں سے فزوں تر ہی ہوتا چلا جائے گا۔

پھر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے تمہیں یہ سہولت اس لئے بھی دی ہے کہ اس فنڈ میں حصہ لینے کے طبعی جوش میں پاسبانِ عقل دل کا ساتھ نہ چھوڑ دے یعنی تم اس فنڈ میں تو دل کھول کر حصہ لو لیکن صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید، اور وقف جدید کے لازمی چندوں اور دیگر مالی تحریکات سے غافل ہو جاؤ۔ جہاں سیدنا حضرت فضلِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احسانات بے پایاں پر شکرگزاری اور احسان مندی کا لازمی تقاضہ یہ ہے کہ تم فضل عمر فاؤنڈیشن کے فنڈ میں اپنی استطاعت کی آخری حد تک بڑھ چڑھ کر حصہ لو یہاں تک کہ اپنی قربانی کے تمام سابقہ ریکارڈ مات کر دکھاؤ، وہاں ہوشمندی اور فرض شناسی کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ ساتھ ساتھ لازمی چندہ جات کی ادائیگی سے جو مستقل نوعیت کے حامل ہیں ہرگز غفلت نہ برتو۔ ایک سعادت حاصل کرتے کرتے دوسری سعادت سے محرومی نہ اختیار کرو۔ تم قابل ستائش اور عنداللہ فائز المرام اسی وقت ٹھہرو گے جب بیک وقت دونوں سعادتیں تمہارے حصہ میں آئیں۔ اور ایک سعادت دوسری سے محرومی کا سبب نہ بننے پائے۔ لازمی چندہ جات میں کمی آئے بغیر تمہیں حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اپنے بے پناہ جذبۂ عشق و محبت کا ثبوت دینا ہے اور ایسا ثبوت دینا ہے کہ زمین پہ اغیار تک عش عش کر اٹھیں اور آسمان پہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تمہارے جذبۂ قربانی کو دیکھ کر فرطِ مسرت سے جھوم اٹھیں اور خدا خود تم سے راضی ہو کر اپنے خاص مخلص بندوں میں تمہارا شمار کرے اور تمہیں اپنی خاص خوشنودی سے نوازے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی خاطر ہی کہ تم اپنی اس دوہری ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکو تمہیں یہ سہولت دی ہے کہ تم فضل عمر فاؤنڈیشن کے فنڈ میں اپنے حصہ کی خطیر رقوم تین سالانہ قسطوں میں ادا کر سکتے ہو۔

پھر تمہارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ تم فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق بڑھ چڑھ کر چندہ دینے میں عجلت سے کام لو اور اس خیال کو اپنے دل میں ہرگز جگہ نہ پانے دو کہ ابھی سال اوّل ختم ہونے میں آٹھ ماہ باقی ہیں۔ سال کے آخر تک پہلی قسط ادا کر دیں گے۔ اوّل تو اس قسم کا خیال بے اعتنائی پہ مبنی ہوتے ہوئے جذبۂ عشق کے منافی ہے کیونکہ عشق کا تقاضا تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے یہ ہے کہ ۔

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند   اوّل کسے کہ لاف تعشق زند منم

دوسرے قسط اوّل بلاتوقف ادنیٰ الفور ادا کرنی اس لئے بھی ضروری ہے کہ جولائی تک جو رقوم جمع ہوں گی ان کی اطلاع حکومت کو دینا ہوگی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ فضل عمر فاؤنڈیشن کو باقاعدہ رجسٹر کرایا جا چکا ہے اور حکومت اس کی آمدنی کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے چکی ہے لہٰذا موصول ہونے والی رقوم سے حکومت کو مطلع کرنا ضروری ہے۔ اگر جولائی تک کم از کم سات آٹھ لاکھ روپیہ جمع نہ ہو تو پھر دعویٰ دارانِ محبت کے لئے یہ بڑے شرم کی بات ہوگی۔

پس اے حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی محبت کا دم بھرنے والو! اور اے عشاقانِ محمودؓ میں شمار کئے جانے پر فخر کرنے والو! وقت کی نزاکت کو پہچانو۔ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق سینکڑوں ہزاروں اور لاکھوں روپے ارسال کر کے جولائی تک موصول ہونے والی رقوم کی مقدار بہر طور سات آٹھ لاکھ روپے تک پہنچا دو۔ اپنی پوری طاقت صرف کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھو۔ اور کسی حال میں بھی اپنے جذبہ عشق و محبت اور جاں نثاری و فدا کاری پر آنچ نہ آنے دو۔ جرأتِ رندانہ اور جذبۂ بے اختیار سے کام لے کر ثابت کر دکھاؤ کہ تم عاشق صادق ہو اور جوئے شیر نکال لانا تمہارے لئے نہ صرف یہ کہ مشکل نہیں بلکہ بے انتہا سہل ہے

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں عشق و محبت کے اس امتحان میں پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری دستگیری فرماتے ہوئے قربانی و ایثار کا اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی سعادت بخشے جو آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دے اور وہ حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مقدس یاد پر محبت و عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کے ساتھ ساتھ ہم پر بھی سلامتی بھیجیں اور اس بات پر فخر کریں کہ وہ ان ایثار پیشہ بزرگ آباء کی اولاد ہیں جنہوں نے چودہ سو سال بعد قربانی و ایثار میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نمونہ پھر زندہ کر دکھایا۔ اور رضوان یار کا ہار پہن کر جنتِ ابدی میں بسیرا کیا۔

اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آسمان سے اپنے فرشتے اتار جو ہمارے دلوں میں خود تحریک کر کے ہم سے وہ قربانی کرائیں کہ جو فی زمانہ اپنی مثال آپ ہو۔ اور پھر اے ذوالمجد والعطاء تو خود ہی ہماری اس قربانی کو قبول فرما۔ اور ہمیں اپنے فضل سے اپنی جناب میں سرخرو کر۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

:- کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام :-

اِسلام کے ذی مقدرت لوگوں سے اِنتہائی اثر انگیز خطاب

الٰہی سِلسلہ کی سارے دل اور ساری توجّہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہیئے۔

اِس کے سارے پہلوؤں کو بہ نظرِ عزت دیکھ کر بہت جلد حقِ خدمت ادا کرو

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف 'فتح اسلام' کے آخر میں ذی مقدرت لوگوں کو خاص طور پر مخاطب کرکے خدمت اسلام کے ضمن میں انہیں ان کے خصوصی فرائض کی طرف نہایت ہی اثر انگیز پیرائے میں توجہ دلائی ہے۔ حضورؑ نے فرمایا ہے کہ بہت سے ذی مقدرت لوگ اپنے تئیں بڑا انفاض اور دین کی راہ میں فدا شدہ خیال کرتے ہیں لیکن اپنے اموال کو محل پر خرچ کرنے سے بالکل منحرف ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ فی الاصل خدا سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے۔ ان کی زندگیاں خود فریبی میں گزر رہی ہوتی ہیں۔ حضور علیہ السلام کے یہ نہایت ہی اہم ارشادات افادۂ عام کی غرض سے ذیل میں ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں :-

"اے اسلام کے ذی مقدرت لوگو! دیکھو میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہیئے اور اس کے سارے پہلوؤں کو بہ نظر عزت دیکھ کر بہت جلد حقِ خدمت ادا کرنا چاہیئے۔ جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہواری دینا چاہتا ہے وہ اس کو حق واجب اور دَین لازم کی طرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضہ کو خالصتًہ للہ نذر مقرر کرکے اس کے ادا میں تخلّف یا سہل انگاری کو روا نہ رکھے۔ اور جو شخص یکمشت امداد کے طور پر دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح امداد کرے۔ لیکن

یاد رہے کہ اصل مدعا جس پر اس سلسلہ کے بلا انقطاع چلنے کی امید ہے وہ یہی انتظام ہے کہ سچے خیرخواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ سے ایسی سہل رقمیں ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ ٹھہرا لیں جن کو بشرط نہ پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے باآسانی ادا کر سکیں۔ ہاں جس کو اللہ جلّ شانہٗ توفیق اور انشراحِ صدر بخشے وہ علاوہ اس ماہواری چندہ کے اپنی وسعتِ ہمت اور اندازۂ مقدرت کے موافق یکمشت کے طور پر بھی مدد کر سکتا ہے۔

اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی اپنا آرام اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو، اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے۔ لیکن میں اس خدمت کے لیے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔

میرا دوست کون ہے اور میرا عزیز کون؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اُس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اس روشنی سے حصہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حصنِ حصین میں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے! — وہی جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے، اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندۂ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور میں اس میں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفسِ مزکّی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے تب وہ اُس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اس میں کبھی آگ نہیں تھی، تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اُس میں سکونت کرتی ہے اور ایک تجلّی خاص کے ساتھ رب العالمین کا استوا اس کے دل پر ہوتا ہے تب پرانی انسانیت اس کی جل کر ایک نئی اور

پاک انسانیت اس کو عطا کی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اس سے تعلق پکڑتا ہے اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالم میں اس کو مل جاتا ہے . . . .

اس جگہ میں بعض ان لوگوں کا وسوسہ بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ذی مقدرت لوگ ہیں اور اپنے تئیں بڑا فیاض اور دین کی راہ میں فدا شدہ خیال کرتے ہیں لیکن اپنے مالوں کو محل پر خرچ کرنے سے بکلی منحرف ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم کسی صادق مؤید من اللہ کا زمانہ پاتے جو دین کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوتا تو ہم اس کی نصرت کی راہ میں ایسے جھکتے کہ قربان ہی ہو جاتے مگر کیا کریں ہر طرف فریب اور مکر کا بازار گرم ہے۔ مگر اے لوگو! تم پر واضح رہے کہ دین کی تائید کے لئے ایک شخص بھیجا گیا لیکن تم نے اسے شناخت نہیں کیا۔ وہ تمہارے درمیان ہے اور یہی ہے جو بول رہا ہے، پر تمہاری آنکھوں پر بھاری پردے ہیں۔ اگر تمہارے دل سچائی کے طلب گار ہوں تو جو شخص خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کا آزمانا بہت سہل ہے۔ اس کی خدمت میں آؤ، اس کی صحبت میں دو تین ہفتے رہو تا اگر خدا تعالیٰ نے چاہے تو ان برکات کی بارشیں جو اس پر ہو رہی ہیں اور وہ حقانی وحی کے انوار جو اس پر اتر رہے ہیں ان میں سے تم بچشم خود دیکھ لو۔ جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اس کے لئے کھولا جاتا ہے اگر تم آنکھیں بند کر کے اور اندھیری کوٹھڑی میں چھپ کر یہ کہو کہ آفتاب کہاں ہے تو یہ تمہاری عبث شکایت ہے۔ اے نادان! اپنی کوٹھڑی کے کواڑ کھول اور اپنی آنکھوں سے پردہ اٹھا، تا تجھے آفتاب نہ صرف نظر آوے بلکہ اپنی روشنی سے تجھے منور بھی کرے،

بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے۔ مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کے انتہائی اغراض کیا ہیں اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں۔ سو انہیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقاتِ نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں۔ اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ ظلمت کے وقت آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اترا وہی آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ سو اے وے لوگو! جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر ناز مت کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہیں تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کی جاتی ہیں یہ اشغال بنیادی طور پر

اب چالاکی سے تم لڑو گے کہ ہرگز ایسا نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا فوق العادت قدرت تمہیں شرمندہ کرتا ہے جب کہ وہ تمہیں جتلاتا ہے کہ ایمانداروں کی نشانیاں تم میں نہیں۔ اگرچہ تم اپنی دنیوی فکر دل اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانش مندی اور متانت رائے کے مدعی ہو مگر تمہاری لیاقت، تمہاری نکتہ رسی تمہاری دور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ سے اس دوسرے عالم کا ایک ذرا سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جس کی سکونت ابدی کے لئے تمہاری روحیں پیدا کی گئی ہیں۔ تم دنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی پر مطمئن ہوتا ہے۔ مگر وہ دوسرا عالم جس کی خوشیاں سچے اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی تمہیں یاد نہیں آتا کیا بدقسمتی ہے کہ ایک بڑے امر اہم سے تم غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور جو گذشتنی گذاشتنی امور ہیں ان کی ہوس میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو، تمہیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت تم پر آنے والا ہے کہ جو ایک دم میں تمہاری زندگی اور تمہاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کر دے گا۔ مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دنیا طلبی میں ہی برباد کر رہے ہو اور دنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹ اور دغا سے لے کر ناحق کے خون تک تم نے حلال کر رکھے ہیں۔ اور ان تمام شرمناک جرائم کے ساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں۔ بلکہ اس سے سخت عداوت رکھتے ہو اور تم نے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے یہاں تک کہ اس کے ذکر کرنے میں بھی تمہاری زبانیں کمال سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اس کا جواب دے چکا ہوں کہ اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیر کو اس کی روشنی سے شناخت کر و گے۔ میں نے ایک دفعہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ اب تمہارے اختیار میں ہے کہ اس کو قبول کر دیا نہ کرو اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوحِ حافظہ سے بھلا دو۔

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد

(فتح اسلام)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فَاسْعَوْا اِلٰی بُسْتَانِہٖ الرَّیَّانِ

(خدا تعالیٰ کے تر و تازہ باغ کی طرف دوڑو)

وَاللّٰہِ اِنِّیْ صَادِقٌ لَا کَاذِبٌ　　شَہِدَتْ سَمَاءُ اللّٰہِ وَالْمَلَوَانِ

اور بخدا میں صادق ہوں کاذب نہیں۔ آسمان اور رات دن نے اس پر گواہی دے دی

وَدَّعْتُ اَھْوَائِیْ لِحُبِّ مُھَیْمِنِیْ　　وَتَرَکْتُ دُنْیَاکُمْ بِعَطْفِ عِنَانِیْ

حرص و ہوا کو میں نے خدا تعالیٰ کے لئے رخصت کر دیا اور تمہاری دنیا کو چھوڑا اور اس سے مونہہ پھیر لیا

وَتَعَلَّقَتْ نَفْسِیْ بِحَضْرَۃِ مَلْجَائِیْ　　وَتَبَرَّءَتْ مِنْ کُلِّ نَشْبٍ فَانِیْ

اور میرا نفس حضرت پروردگار سے تعلق پکڑ گیا اور ہر ایک فانی مال سے بیزار ہو گیا

لَا تَعْجَلُوْا وَتَفَکَّرُوْا وَتَدَبَّرُوْا　　وَالْعَقْلُ کُلُّ الْعَقْلِ فِی الْاِمْعَانِ

مت جلدی کرو اور فکر مت کرو اور سوچو اور تمام عقل غور کرنے میں ہے

لَا تَظْلِمُوْا لَا تَعْتَدُوْا لَا تَجْرُءُوْا　　وَتَبَاعَدُوْا عَنْ ذَالِكَ اللَّھَبَانِ

ظلم مت کرو، تجاوز مت کرو، دلیری مت کرو اور اس لہبان سے دور رہو

قَدْ جِئْتُکُمْ یَا قَوْمِ مِنْ رَّبِّ الْوَرٰی　　بُشْرٰی لِتَوَّابٍ اِذَا لَاقَانِیْ

اے میری قوم میں تمہاری طرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں توبہ کرنے والے کو خوشخبری ہو جب وہ مجھ سے ملے

اُرْسِلْتُ مِنْ رَّبِّ الْاَنَامِ فَجِئْتُکُمْ　　فَاسْعَوْا اِلٰی بُسْتَانِہٖ الرَّیَّانِ

میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا سو میں تمہاری طرف آیا خدا تعالیٰ کے تر و تازہ باغ کی طرف دوڑو

(نور الحق - الحصّۃ الثانیۃ)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خارِ او از ہزار بُستاں بہ

(اُس کا ایک کانٹا ہزار گلزار سے بہتر ہے)

ہیچ چیزے چو ذاتِ بے چوں نیست — جگرے خوں شود گرزو خوں نیست
کوئی بھی چیز اُس بے مثل ذات کی مانند نہیں وہ دل تباہ ہو جائے جو اس کی محبت میں خون نہیں ہوتا

گنج ہائے جہاں فدائے نگار — بہ ز صد گنج خاکِ پائے نگار
سارے جہان کے خزانے اس معشوق پر قربان ہیں معشوق کے پیروں کی خاک سینکڑوں خزانوں سے بہتر ہے

ہرچہ از دستِ او رسد آں بہ — خارِ او از ہزار بستاں بہ
جو کچھ بھی اس ہاتھ سے پہنچے وہی اچھا ہے اس کا ایک کانٹا ہزار گلزار سے بہتر ہے!

ذلّت از بہرِ او ز عزّت بہ — قلّت از بہرِ او ز کثرت بہ
اس کی خاطر ذلّت برداشت کرنا عزت سے بہتر ہے۔ اسکی خاطر غربت اختیار کرنا دولتمندی سے بہتر ہے

مُردن از بہرِ او حیاتِ مُدام — صد لذائذ فدائے آں آلام
اس کی خاطر مرنا ہمیشہ کی زندگی ہے۔ ان تکلیفوں پر سینکڑوں لذتیں قربان ہیں

ایکہ در کوئے دلستاں گذری — باوفا باش در زجاں گذری
اے وہ شخص جو دلبر کے کوچہ میں سے گزر رہا ہے تو باوفا رہ خواہ جان ہی جائے

صادقانے کہ طالبِ یار اند — جاں فشاناں زبہرِ دلدار اند
وہ راستباز جو یار کے طالب ہیں وہ تو یار کے لئے جان قربان کر دیتے ہیں

(براھین احمدیہ حصہ چہارم ص ۳۰۸)

فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات، کا پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں۔ شائد ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پُر فنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا عالمیت اور فاضلیت کا خطاب حاصل کر لیا جائے اور شاید مدت دراز کی تحصیلِ علمی کے بعد اصل مقصد کے کچھ ممد بھی ہو سکیں مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔

سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ، مبادا سفرِ آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو در حقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو۔ یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت امیدوں کا تمام مدار در انحصار ان رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور اس آسمانی نور کے اترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے اگر تم اپنی کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤ گے کہ وہ سچی تسلی اور سچا اطمینان جو ایک دم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہو جاتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جس قدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اس کا عشرِ عشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہیں تمہاری زندگی ایسے کاموں کے لئے وقف ہو رہی ہے کہ اوّل تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقہ ہی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدعا سے پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حواس ہوں اور وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا ٹھیرتی ہے تو تم ہرگز آرام نہ کرو۔ جب تک وہ اصل مطلب تمہیں حاصل نہ ہو جائے

اے لوگو! تم اپنے سچے خداوند خدا، اپنے حقیقی خالق، اپنے واقعی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو پس جب تک یہ امر جو تمہاری خلقت کی علّت غائی ہے بیّن طور پر تم میں ظاہر نہ ہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بُت تمہارے دل کے سامنے ہے جس کو تم ایک ایک سیکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو اور تمہارے تمام اوقات عزیز دنیا کی جستجو بک بک میں ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمہیں دوسری طرف نظر اٹھانے کی فرصت نہیں۔ کبھی تمہیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے؟ کہاں ہے تم میں انصاف، کہاں ہے تم میں امانت، کہاں ہے تم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی اور دیانتداری اور فروتنی جس کی طرف تمہیں قرآن بلاتا ہے تمہیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔ کبھی تمہارے دل میں نہیں گزرتا کہ اس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی واسطہ کوئی تعلق اس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں اور اس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہے۔

دین کی راہ میں اموال خرچ نہ کرنے کا انجام

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قارون کی مثال پیش کرکے جو اپنی دولت خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا تھا انفاق فی سبیل اللہ سے انحراف کے انجام پر نہایت بصیرت افروز پیرائے میں روشنی ڈالی ہے۔ حضور سورۃ القصص کی آیت ۷۹

قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِىٓ ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ
ٱللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِۦ مِنَ ٱلْقُرُونِ مَنْ هُوَ
أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْـَٔلُ عَن
ذُنُوبِهِمُ ٱلْمُجْرِمُونَ ۝

(یعنی قارون نے کہا یہ سب رتبہ مجھے ایک ایسے علم کی وجہ سے ملا ہے جو صرف مجھے حاصل ہے۔ کیا وہ جانتا نہ تھا کہ اس سے پہلے اللہ نے بہت سی نسلوں کو جو اس سے زیادہ طاقتور اور اس سے زیادہ مالدار تھیں ہلاک کردیا تھا اور مجرموں کو جب عذاب دیا جاتا ہے تو ان سے پوچھ گچھ نہیں کی جاتی)

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

" قارون کو جب اس کی قوم نے یہ نصیحت کی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی لوگوں پر احسان کر، تو اس احمق نے تکبر میں آکر کہا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ مال مجھے یونہی مل گیا ہے، یہ مال مجھے ذاتی علم اور ذہانت اور محنت کی وجہ سے ملا ہے۔ اس نادان نے یہ نہ سوچا کہ جس دماغ سے وہ کام لے رہا ہے وہ اس کا پیدا کردہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے۔ جن ذرائع اور اسباب

سے اُس نے دولت حاصل کی ہے۔ وہ ذرائع اور اسباب بھی اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کئے ہیں، اس نے خود پیدا نہیں کئے، وہ خدا تعالیٰ کو بھول گیا اور اس نے اپنی تمام ترقی کو اپنی طرف منسوب کر لیا۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے انسان اس بات کو بھول جاتا ہے کہ گندھک خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ وہ بھول جاتا ہے کہ سنکھیا خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، وہ بھول جاتا ہے کہ پارہ خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، اور کہہ دیتا ہے کہ میں نے آتشک کا ٹیکہ ایجاد کیا ہے، حالانکہ یہ ٹیکے بعض چیزوں کے مرکب ہیں اور وہ چیزیں خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہیں۔ . . . . وہ بالکل بھول جاتا ہے کہ جن چیزوں سے اس نے یہ دوا بنائی ہے وہ خدا تعالیٰ ہی کی پیدا کردہ ہیں۔ گویا خدا تعالیٰ تو اس پر احسان کرتا ہے مگر وہ اُس احسان کی قدر کرنے کی بجائے یہ کہنا شروع کر دیتا ہے کہ میں بڑا لائق تھا، میں بڑا قابل تھا، میں نے یہ جدوجہد کی اور یہ ترقی حاصل کر لی۔ حالانکہ نہ صرف ہر کام میں کامیابی حاصل کرنے کے سامان اور ذرائع خدا تعالیٰ مہیا کرتا ہے بلکہ ہر کام کا نتیجہ بھی خدا تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے۔ آخر ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ ایک شخص سارا سال لوہارے کا کام سیکھتا ہے لیکن وہ سیکھ نہیں سکتا۔ پھر ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ ایک کاریگر ہوتا ہے لیکن اسے کوئی کام نہیں ملتا پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ روپیہ مل جائے تو کوئی ڈاکو اس کا سارا روپیہ چھین لے۔ پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کما کر اپنے گھر لے آئے لیکن گھر میں آتے ہی اس کے پیٹ میں درد اٹھے اور وہ جانبر ہی نہ ہو سکے۔ پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے ایسی جلدی بیماری پیدا ہو جائے کہ وہ کپڑا نہ پہن سکے، پس جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔

اگر کوئی انسان اپنی محنت سے روزی کماتے تب بھی اسے جو کچھ ملتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتا ہے اور اس کا فرض ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جتنا بڑا بنائے اتنا ہی وہ جھکتا چلا جائے، دیکھو جس پر بوجھ زیادہ ہوتا ہے وہ دوسروں کی نسبت زیادہ جھکا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی کو دولت کا مل جانا ایسا ہی ہے جیسے کسی کے سر پر بوجھل گٹھڑی رکھی ہوئی ہو۔ ایسی حالت میں اس کے اندر زیادہ فروتنی اور زیادہ انکسار پایا جانا چاہیئے نہ یہ کہ وہ متکبر ہو جائے اور دوسروں کو ذلیل سمجھنے لگے۔ بہرحال جو شخص دولت ثروت اور عزت کو خدا تعالیٰ کا انعام سمجھے گا وہ دوسروں کی نسبت زیادہ جھکے گا اور جو اس کو اپنا ذاتی کمال قرار دے گا وہ تکبر میں مبتلا ہو گا۔ اور آخر خدا تعالیٰ سے دور چلا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے تکبر کو شدید طور پر ناپسند کیا ہے۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ تم اپنی ترقیات کے لئے کوشش نہ کرو۔ تم اپنی ترقیات کے لئے جتنی بھی کوشش کر دو جائز ہے مگر اس کے بعد تمہیں جتنی بھی ترقی ملے اتنا ہی اپنے آپ کو متواضع بناؤ۔ ورنہ اگر تم متکبر ہو گئے تو خدا تعالیٰ تم سے خوش نہیں ہو گا بلکہ ناراض ہو گا، اور وہ

تو تمہارے لئے رحمت کا موجب نہیں بلکہ ابتلاء کا موجب ہوگی اور تم آئندہ کے لئے انعامات سماوی سے محروم ہو جاؤ گے . . . . . .

میں نے دیکھا ہے غریبوں میں تواضع اور انکسار زیادہ پایا جاتا ہے۔ اسی لئے انبیاء کی جماعتوں میں عموماً غریب ہی شامل ہوتے ہیں۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ خدا انہیں غریب رکھنا چاہتا ہے۔ بلکہ خدا ان غریبوں کو اس لئے دین کی خدمت کا موقع دیتا ہے کہ ان میں حرص نہیں ہوتی اور شکر کا مادہ ان میں زیادہ ہوتا ہے۔ بے شک وہ لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو امراء ہیں اور مخلص ہیں۔ اور وہ لوگ بھی پائے جاتے ہیں جن پر دباؤ ڈالا جائے تو مان جاتے ہیں لیکن وہ لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو چندوں سے کھسکتے رہتے ہیں۔ اور پھر جہاں بیٹھیں گے کہیں گے کہ بڑی مصیبت ہے ہر وقت چندہ ہی چندہ مانگا جاتا ہے۔ وہ غریب آدمی جو ۲ روپے کما کر چندہ دے رہا ہوتا ہے وہ حیران ہوتا ہے کہ یہ اڑھائی ہزار روپیہ لے کر بھی کیوں چندہ نہیں دے سکتا۔ ان نقصوں اور خرابیوں سے بچنے کا واحد ذریعہ یہی ہوتا ہے کہ انسان خدا تعالےٰ کے انعامات کی قدر کرے اور اس کے احسانوں کو یاد رکھے۔ لیکن جب وہ کہتا ہے اِنَّمَآ اُوْتِیْتُہٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ مجھے جو کچھ ملا ہے اپنی کوشش اور علم کی وجہ سے ملا ہے یا جب وہ یہ کہتا ہے کہ ہم تو پہلے ہی مر رہے ہیں ہم دین کے لئے روپیہ کہاں سے دیں یا کہتا ہے بڑی مصیبت آگئی ہر وقت چندے ہی چندے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے تو اس وقت وہ خدائی برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔ خدائی برکات سے وہ اسی وقت حصہ لے سکتا ہے جب اسے ایک پیسہ بھی ملتا ہے تو وہ اسے خدائی انعام سمجھتا ہے یا پندرہ کی بجائے اسے بیس روپے ملتے ہیں تو وہ ان پانچ روپوں کی زیادتی کو خدا تعالےٰ کا انعام سمجھتا ہے، پھر اسے سو روپیہ ملتا ہے تو وہ سو کو خدا تعالےٰ کا احسان سمجھتا ہے، ہزار روپیہ ملتا ہے تو وہ ہزار کو خدا تعالےٰ کا احسان سمجھتا ہے۔ پندرہ سو روپیہ ملتا ہے تو وہ ان پندرہ سو کو خدا تعالےٰ کا احسان سمجھتا ہے۔ ایسے شخص کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آسکتا کہ اگر مجھ سے دین کی خدمت کے لئے کسی چندہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو یہ ایک مصیبت ہے جو مجھ پر آگئی کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرے پاس جو کچھ ہے اسی کا ہے میرا اپنا کچھ نہیں۔

جب تمہارے پاس کوئی شخص امانت رکھتا ہے اور پھر وہ تم سے مانگنے آجاتا ہے تو کیا تم اُس امانت کی واپسی کو مصیبت سمجھتے ہو؟ اسی طرح خدا تعالےٰ کی طرف سے تمہیں جو روپیہ ملتا ہے اگر تم اس کے متعلق اپنے دلوں میں یہ یقین اور ایمان پیدا کرو کہ وہ خدا تعالےٰ

نے محض اپنے فضل سے تمہیں دیا ہے تو تم خدا کے لئے اُس روپیہ کو خرچ کرنے میں کبھی دریغ نہ کرو۔ کیونکہ تم سمجھو گے کہ یہ میری چیز نہیں تھی بلکہ اُسی کی تھی۔ جیسے انسان بعض دفعہ سفر پر جاتا ہے تو وہ اپنی بھینس ہمسایہ کو دے جاتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ دس دن اس کا دودھ پیئیں۔ سفر سے واپس آکر میں لے لوں گا۔ اب کوئی کمینہ اور ذلیل انسان ہی ہوگا جو اس کے مانگنے پر اپنے دل میں کہے کہ یہ مر کیوں نہ گیا بھینس میرے قبضہ میں ہی رہتی۔ ورنہ جو شریف انسان ہوگا وہ کہے گا کہ میں آپ کا بڑا ممنون ہوں۔ آپ کی بھینس سے میں نے بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ پھر دنیا میں تو امانت رکھنے والے اپنی ساری امانت واپس لے لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی امانت میں سے ہمیشہ ایک حصہ مانگتا ہے سارا نہیں مانگتا۔ پس وہ تو امانت دار ہی نئی قسم کا ہے۔ اس کے مانگنے پر جو شخص ناراض ہوتا ہے وہ بڑا ہی ذلیل اور رذیل قسم کا انسان ہے اس نے رات دن خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھایا پھر کسی موقعہ پر اگر اس نے ایک آدھ چیز مانگ لی تو اس نے شور مچانا شروع کر دیا کہ مجھ پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ حقیقتاً یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی ناقدری اور ناشکری سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے بار بار کہا ہے کہ میری نعمتوں کا شکر ادا کرو اور میرے احسانات کو یاد رکھو۔ جب انسان ہر چیز کو خدا تعالیٰ کا انعام سمجھتا اور اس کی نعمتوں کی قدر کرتا ہے تو اسے سارا دین مل جاتا ہے۔

قارون کے اس جواب پر (اِنَّمَآ اُوْتِیْتُہٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَھْلَکَ مِنْ قَبْلِہٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ ھُوَ اَشَدُّ مِنْہُ قُوَّۃً وَّاَکْثَرُ جَمْعًا کیا یہ جواب دیتے وقت اس نے یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے کئی ایسی بستیوں کو اجاڑا ہے جو اس سے زیادہ طاقتور تھیں اور اُس کے جتھہ سے ان کے پاس زیادہ جتھہ تھا۔۔۔۔

وَلَا یُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِھِمُ الْمُجْرِمُوْنَ میں بتایا کہ مجرم اپنے اعمال سے آپ پہچانا جاتا ہے اس کے متعلق کسی جستجو اور پوچھ گچھ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو سزا آتی ہے وہ طبعی ہوتی ہے اور طبعی سزا آپ ہی بتا دیتی ہے کہ مجرم اس کا مستحق تھا۔ مثلاً اگر کوئی شخص آنکھوں سے کام نہ لینے کی وجہ سے نابینا ہو جائے، یا ہاتھ پاؤں سے کام نہ لینے کی وجہ سے چلنے پھرنے کی طاقت سے محروم ہو جائے یا دماغ سے کام نہ لینے کی وجہ سے سوچنے اور سمجھنے کی قوت سے محروم ہو جائے یا نیک تعلیموں کا انکار کرنے کی وجہ سے ہدایت سے محروم ہو جائے تو ہر شخص سمجھ جائے گا کہ اس کی سزا اس کے اعمال کے عین مطابق ہے۔ اور وہ اس سزا پر کوئی اعتراض نہیں کر سکے گا۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم صفحہ ۲۳۷ تا صفحہ ۲۴۲)

اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک زبردست ثبوت!

مومنوں کی روحانی حیات اور اس کے عظیم الشان ثمرات

(مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم اے قائد عمومی مجلس مرکزیہ)

قرآن مجید میں اللہ جلّ شانہٗ سورۃ البقرہ میں فرماتا ہے:۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ	تم کس طرح اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہو حالانکہ تم
اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ	بے جان تھے۔ پھر اس نے تمہیں جاندار بنایا پھر ایک دن
ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ	آئے گا کہ وہ تمہیں مارے گا۔ پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر
(البقرۃ ۲۹)	تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اس آیت کریمہ میں كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کا ایک زبردست ثبوت دیا ہے اور توجہ دلاتا ہے کہ یہ ہو ہی کیسے سکتا ہے کہ تم اتنا بڑا نشان دیکھ لو اور پھر عقلِ سلیم کے ساتھ خدا کی ہستی کا انکار کر سکو۔

چنانچہ حقیقت یہی ہے۔ اہلِ مکہ روحانی طور پر مردہ تھے۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کی بدولت خدا کے فضل سے مردہ تنوں میں جان پڑ گئی۔ وہ جو خدا سے کٹ چکے تھے آپ نے انہیں پھر خدا سے ملا دیا۔ اور اس طرح انہیں ایک نئی زندگی مل گئی۔ خدا کی ہستی کے منکر انسان، باخدا انسان بن گئے۔ ان کے تن مردہ میں روحانی زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ خدا سے بے بہرہ انسانوں کی بجائے وہ خداشناس انسان بن گئے اور انہوں نے ایک نئی زندگی پالی، اتنا بڑا تغیر دنیا کے لئے اس

بات کی کافی دلیل ہے کہ خدا کی ایک ایسی ہستی ہے جو مردوں کو زندگی بخشتی ہے۔

قرون اولیٰ میں اسلام قبول کرنے والی اقوام کی کایا پلٹ گئی باطل کو صفحۂ ہستی سے مٹاتے اور دنیا میں ایک انقلاب عظیم لاتے ہوئے انہوں نے دنیا میں تہلکہ مچادیا، اس طرح کہ دنیا دنگ رہ گئی۔ اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے اس نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے مگر کچھ بن نہ پڑا۔ ایک طرف سینکڑوں معبودان باطلہ کی فوج اور دوسری طرف خدائے واحد و یگانہ، نتیجہ یہ ہوا کہ باطل ہر میدان سے پسپا ہوتا چلا گیا۔ اور خدائے واحد و یگانہ کی قائم کردہ چھوٹی سی جماعت اس کی مدد سے اپنی قلت اور بے سروسامانی کے باوجود ہر میدان میں بڑھتی چلی گئی کُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ تم مردہ تھے خدا نے تمہیں زندگی بخش دی۔ یہ خدا کی ہستی کا کیسا زبردست ثبوت ہے،

پھر مسلمانوں پر ایک ایسا دور آیا کہ وہ خدا کو بھول گئے اور خدا سے دور ہو گئے۔ وہ نام کے مسلمان تھے اور اسلام کی لائی ہوئی زندگی بخش تعلیمات کو فراموش کر چکے تھے۔ یہ بھی خدا کی ہستی کا ایک نشان تھا اس لئے کہ خدا نے پہلے سے بتا رکھا تھا کہ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ تم سے یہ زندگی چھین لے گا، تم مسلمان کہلانے کے باوجود روحانی طور پر مردہ ہو چکے ہو گے۔ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ اللہ تعالیٰ تم سے اپنی ہستی منوانے کے لئے ایک بار پھر تمہیں نئی زندگی بخشے گا، ایک بار پھر تم روحانی زندگی پاؤ گے۔ بچھڑے ہوئے خدا سے ملو گے، اس کے تازہ بتازہ نشان دیکھو گے اور اس طرح ہر نشان سے اپنا ایمان تازہ کرو گے اور ایک نئی زندگی پاؤ گے، یہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود (علیہ السلام) کے وقت میں پھر ایسے خداشناس لوگ پیدا ہوں گے جو زندہ خدا کے زندہ نشانات دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی سی روحانی زندگی پائیں گے ان کی ہستی خدا کی ہستی کا ایک زبردست ثبوت ہوگی اور اس امر کی دلیل کہ قدرتوں والا خدا جسے چاہے زندہ کر دیتا ہے۔ ان کی رگوں میں روحانیت کی ایک نئی لہر دوڑ جائے گی جو ان کے تن مردہ میں جان ڈال دے گی وہ تھوڑے ہوں گے مگر قرن اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح شدید جذبۂ قربانی و ایثار، اخلاص اور دین کے لئے فدائیت کے جذبہ کے تحت خدائے واحد و یگانہ کی محبت میں سرشار ہو کر اس کی راہ میں وہ اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے، اس طرح دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیں گے جو دنیا میں قیامت تک کے لئے قائم رہنے والے ایک انقلاب عظیم کا پیش خیمہ ہوگا۔ بے سروسامانی کی حالت میں وہ اٹھیں گے اور دنیا پر چھا جائیں گے۔ دنیا کے کونے کونے میں وہ اسلام کا پیغام اور خدائے واحد و یگانہ کا نام پہنچائیں گے اور اس طرح اپنی قربانی اور ایثار سے وہ خدا کے فضل سے دنیا میں ایک بار پھر اسلام کو غالب کر کے رہیں گے۔ دیکھئے

تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ یہ ایک ایسا عظیم انقلاب ہوگا کہ اسے دیکھتے ہوئے دنیا خدا تعالےٰ کا انکار کر ہی نہیں سکتی۔

پس ہر احمدی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہچانا ہے اور اس طرح اس نے ایک نئی زندگی پائی ہے زندہ خدا کا ایک زندہ نشان ہے اور اس امر کا واضح ثبوت کہ مردہ روحوں کو خدا تعالےٰ زندگی بخشتا ہے ان کے دلوں میں اپنی محبت پیدا کر دیتا ہے ، اس طرح کہ خدا کی محبت کی آگ میں وہ اپنے تئیں فنا کر کے خدا میں کھوئے جاتے ہیں پھر خدا ان کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دشمن پر وار کرتے ہیں۔ وہ خدا میں کھوئے جا کر خدا میں زندہ ہو جاتے ہیں اور اس طرح وہ ایک نئی زندگی پاتے ہیں۔ اس کا واضح ثبوت ان دنوں دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ جان ہتھیلی پر رکھ کر ایک احمدی مجاہد ایک عیسائی ملک میں قدم رکھتا ہے تو قلوب میں ایک ہیجان اور خیالات میں ایک طوفان بپا ہو جاتا ہے۔ سعید روحیں اس کی طرف متوجہ ہو جاتی اور اسلام کی سچائی کی قائل ہو جاتی ہیں طاغوتی طاقتیں اس سے نبرد آزمائی پر اتر آتی ہیں۔ مخالفت کا طوفان بپا ہو جاتا ہے ، مگر یہ مخالفت اس ملک میں اسلام کے دیئے کو گل کرنے کی بجائے اسے اور جلا بخشتی ہے۔

ذہنوں میں انقلاب رونما ہونا شروع ہو جاتا ہے جس سے اس ملک میں تہلکہ مچ جاتا ہے۔ ایک ملک کے بعد دوسرے ملک میں اور دوسرے ملک کے بعد تیسرے ملک میں اسلام اپنے قدم جمانا شروع کر دیتا ہے۔ سعید روحیں اس کی طرف کھنچی آتی ہیں۔ دہریت والحاد کے اس دور میں ہر نو مسلم زندہ خدا کی زندہ ہستی کا زبردست ثبوت بنتا ہے اور ایک زندہ نشان جسے دیکھ کر دنیا خدا کی ہستی کا انکار کر ہی نہیں سکتی كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ کے مطابق قرون اولیٰ کی طرح اس دور میں بھی مردہ روحوں کا زندہ ہو جانا خدا کی ہستی کی ایک زبردست دلیل ہے جسے عقل سلیم تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

پھر فرماتا ہے ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور انشاء اللہ تعالےٰ قیامت تک جاری رہے گا اس وقت تک جب کہ تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے (تفسیر کبیر) پس اس آیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کے لئے ایک عظیم خوشخبری ہے کہ مشکلات اور ابتلاؤں میں گھبرانے کی ضرورت نہ ہوگی ، اس لئے کہ تم ابدی زندگی پا چکے ہو گے ، قیامت تک نہ ختم ہونے والی روحانی زندگی۔ طاغوتی طاقتیں اپنے لاؤ لشکر سمیت حملہ آور ہوں گی۔ مگر تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہ سکیں گی۔ اس لئے کہ اس روحانی زندگی کے حصول

کے بعد تمہاری باگ ڈور زندہ خدا کے زبردست ہاتھ میں ہوگی اور کوئی نہ ہوگا جو تمہارا بال بھی بیکا کر سکے۔ خدائی الہام ہے:-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔ عنقریب اسے ایک ملک عظیم دیا جائے گا اور خزائن اس پر کھولے جائیں گے۔ یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب، ہم عنقریب تم میں ہی اور تمہارے اردگرد نشان دکھلائیں گے"

(ازالہ اوہام ص۶۳۲-۶۳۵)

یہ خدائی وعدہ ہے کہ وہ اس زمانہ میں اپنی ہستی منوانے کے لئے زبردست نشان دکھائے گا جنہیں دیکھ کر غیر تو غیر خود اپنے بھی دنگ رہ جائیں گے جیسا کہ " اور تمہاری نظروں میں عجیب" کے الفاظ سے واضح ہے۔

پس جہاں ہم اس لحاظ سے خوش بخت ہیں کہ ہم نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس زمانہ کے مامور کو شناخت کرنے کی توفیق پائی اور اس طرح الٰہی نئی زندگی قیامت تک قائم رہنے والی نئی زندگی سے ہم ہمکنار ہوئے ہیں وہاں یہ خوش بختی بھی کچھ کم نہیں کہ اس زمانہ میں اپنی بے بضاعتی کے باوجود اسلام کی خاطر ہر قسم کی جانی ومالی قربانی پیش کرنے کی سعادت سے بھی خدا کے فضل سے یہ ناچیز بندے بہرہ ور ہوئے اور یہ خدا تعالیٰ کا ایک عظیم احسان ہے جس پر جس قدر بھی اس کا شکر ادا کیا جائے کم ہے کیونکہ مردہ تنوں میں زندگی کی روح پھونکنے کو اللہ تعالیٰ ہر دیکھنے والے کے لئے اپنا ایک زبردست نشان قرار دیتا ہے جیسا کہ فرمایا كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ یعنی اس عظیم نشان کو دیکھ کر دنیا خدا کی ہستی کا انکار کر ہی کیسے سکتی ہے۔ پس ہم میں سے ہر فرد خدا کے فضل سے آیت اللہ ہے، اور اسلام کے رنگ میں رنگین ہو کر اور اس کے لئے محیر العقول قربانی اور فدائیت کا نمونہ پیش کر کے اسے ہر آن آیت اللہ ہی بن کر رہنا ہوگا۔ زندہ خدا کا زندہ نشان بن کر رہنا ہوگا۔ جو دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب نہیں بلکہ ہدایت اور خدا نمائی کا ذریعہ ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف ہمیں بلکہ ہماری نسلوں کو بھی محض اپنے فضل سے روحانی زندگی کی اس عظیم نعمت سے ہمیشہ سرفراز رکھے۔ آمین۔

ذکرِ الٰہی سے متعلق ارشاداتِ نبوی ؐ

(مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ)

دل میں محبت بسی ہو تو ذکر لب پہ آنا طبعی امر ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا دل میں محبت ہو لیکن لب پہ نام نہ ہو، اگر خدا کی محبت غالب ہے تو زبان پہ اس کا ذکر بھی جاری ہوگا۔ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جاگتے تھے تو زبان پہ خدا کا ذکر ہوتا تھا۔ سونے لگتے تو دیر تک اُسی کا ذکر کرتے رہتے اور مختلف مناجات کرتے ہوئے سوتے۔ اسیطرح صبح بیدار ہونے کے بعد رات کو سونے تک کے درمیانی عرصہ میں ہر کام کرتے وقت اس کا ذکر وردِ زبان ہوتا۔ احادیث میں آیا ہے کہ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ کہ ہر وقت آپؐ اُسی کا ذکر کرتے۔ اور یہی نصیحت آپؐ صحابہؓ کو فرماتے کہ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی ضروری ہے کہ تیری زبان ہر وقت خدا کے ذکر سے تر رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کا ذکر وہ پانی ہے جس سے روحانیت کا گلستان سرسبز و شاداب رہتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں ذکر الٰہی کی اہمیت اور اسکی عظیم الشان برکات پر بڑے ہی دل نشین انداز میں بار بار روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی چند منتخب احادیث ذیل میں ہدیہ قارئین کی جاتی ہیں۔

۱

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ
لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ
فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ
فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا۔ قَالَ فَيَسْئَلُهُمْ

رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِیْ۔ قَالَ يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ
وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ
رَاَوْنِیْ۔ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ كَيْفَ لَوْ
رَاَوْنِیْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً
وَاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ فَيَقُوْلُ
فَمَا يَسْئَلُوْنَ قَالُوْا يَسْئَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ۔ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ
رَاَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَارَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ كَيْفَ
لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا
وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّا يَتَعَوَّذُوْنَ؟
قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ
يَارَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا
كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ
اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ
فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا
يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ

(بخاری باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ)

ترجمہ:۔
حضرت ابوہریرہؓ اس حدیث کے راوی ہیں انہوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرشتے اِدھر اُدھر اہل ذکر کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور جب کسی قوم کو خدا کا ذکر کرتے دیکھتے ہیں تو باقی فرشتوں کو بھی آواز دے کر بلا لیتے ہیں کہ یہاں آجاؤ۔ یہی تمہارا مقصود ہے۔ چنانچہ فرشتے نچلے آسمان تک اس مجلس کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تب ان کا خدا ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان فرشتوں سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ فرشتے جواب دیں گے خداوند وہ تیری تسبیح کرتے تھے اور تیری بڑائی کا اعلان کرتے تھے۔ اور تیری حمد کے ترانے گاتے تھے اور تیری بزرگی کا اعتراف کرتے تھے۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ پوچھے گا کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ فرشتے عرض کریں گے خدا کی قسم تجھے دیکھا نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تب خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ بنا دیکھے میرا نام جپتے ہیں۔ اگر مجھے دیکھ پائیں تو کیا حال ہو۔ فرشتے جواب

دیں گے۔ مولیٰ اگر تجھے دیکھ لیں تو تیری عبادت اور زیادہ کریں، اور تیری بزرگی کا اس سے زیادہ اعتراف کریں اور تیری تسبیح کثرت سے کریں۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ اچھا وہ مانگتے کیا تھے؟ فرشتے جواب دیں گے مولیٰ تجھ سے تیری جنت کے سوالی تھے۔ اس پر خدائے ذوالعرش فرشتوں سے پوچھے گا کیا میری جنت انہوں نے دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیں گے خدا کی قسم اے رب انہوں نے جنت کو دیکھا نہیں۔ تب خدا تعالیٰ فرمائے گا اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو پھر کیا حال ہو؟ فرشتے کہیں گے اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اور بھی اس کی حرص کریں، اور زیادہ مانگیں، اور زیادہ اس میں رغبت کریں۔ پھر خدا تعالیٰ فرمائے گا وہ پناہ کس بات سے مانگتے تھے؟ فرشتے کہیں گے جہنم سے۔ اس پر خدا تعالیٰ فرمائے گا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہیں گے اے رب! تیری قسم انہوں نے جہنم کو دیکھا تو نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا اگر دیکھ لیں تو میرے ان بندوں کی کیا حالت ہو؟ فرشتے کہیں گے اگر وہ اس کو دیکھ لیں تو اس سے اور دور بھاگیں اور زیادہ ڈریں۔ تب خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ فرشتو! میں تمہیں گواہ ٹھہراتا ہوں کہ میری مغفرت کی چادر نے ان کو ڈھانپ لیا ہے میں نے ان کو بخش دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر ایک فرشتہ کہے گا، ان ذکر کرنے والوں میں فلاں آدمی بھی تھا۔ وہ تو اس مجلس میں کسی کام سے گیا تھا۔ وہ ان میں سے نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے ہمنشین بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے ان پر بھی میری بخشش عام ہوگی۔"

حدیث کتنی دل نشین اور کتنی واضح ہے کہ انسان غیر ارادی طور پر بھی ایسی مجلس میں چلا آئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہیں لوٹتا۔ درست ہے کہ آہنگر کی بھٹی کے پاس بیٹھیں تو گرمی سے چہرہ ضرور جھلسے گا۔ اور عطار کی دکان میں اتفاقاً بھی چلے جائیں تو دل و دماغ معطر ہونے سے نہیں رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ کا الہام ہوا ہے۔ حدیث کا ٹکڑہ جو مامور زمانہ کو الہام ہوا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرف خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتا ہے۔

(۲)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِیْتُ اِبْرَاھِیْمَ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِقْرَأْ اُمَّتَکَ مِنِّی السَّلَامَ وَاَخْبِرْھُمْ اَنَّ الْجَنَّۃَ طَیِّبَۃُ التُّرْبَۃِ عَذْبَۃُ الْمَاءِ وَاِنَّھَا قِیْعَانٌ وَاِنَّ غِرَاسَھَا سُبْحَانَ اللّٰہِ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

(ترمذی ابواب الدعوات باب ماجآء فی فضل التسبیح والتکبیر والتہلیل والتحمید)

ترجمہ:- "حضرت ابن مسعودؓ نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملا تو انہوں نے فرمایا اے محمد! (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کو میرا سلام کہیئے اور انہیں بتلائیے کہ جنت کی مٹی خوشبودار ہے پانی میٹھا ہے لیکن زمین جنت میں ہر ایک کو چٹیل ملے گی۔ اس میں درخت لگانا سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر ہے یعنی ہم جتنا زیادہ اور جتنا اچھے ذوق سے ذکر الٰہی کریں گے اتنا زیادہ اپنی جنت کو سایہ دار اور پھول دار بنائیں گے، بھائیو! اپنے قطعہ جنت کو خوشنما بنانے کے لئے آئیے ذکر الٰہی کے پودوں کو وہاں گاڑیں اور اعمالِ صالحہ کے پانی سے ان کو سینچیں۔

۳

أَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ أَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

(ترمذی ابواب الدعوات باب ماجآء فی فضل الذکر)

ترجمہ:- ایک آدمی نے عرض کی اے رسول خدا اسلام کے احکام تو مجھے بہت زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔ مجھے ایک ہی بات بتلائیے جسے میں مضبوطی سے تھام لوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری زبان ہر وقت ذکر خدا تر رہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اسی حدیث کے مطابق تھی۔ جب حضور کا وصال ہوا تو اس وقت ہاتھ آسمان کی طرف اٹھے ہوئے تھے اور زبان پر یہ فقرات تھے کہ اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ یعنی اے اللہ بلند و برتر ساتھی، اے اللہ بلند و برتر ساتھی، زبان پر یہ فقرے تھے کہ ہاتھ ڈھلک گیا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

۴

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمِنَ الْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهٖ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا لَكَانَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا أَفْضَلَ مِنْهُ دَرَجَةً (ترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل الذکر)

ترجمہ :- حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن کس بندے کا درجہ سب سے بلند ہوگا؟ حضور نے فرمایا اللہ کا کثرت سے ذکر کرنیوالوں اور ذکر کرنیوالیوں کا راوی نے عرض کیا اے رسولِ خدا! نمازی سے بھی! فرمایا اگر غازی کفار اور مشرکین سے تلوار لے کر لڑے اور لڑتے لڑتے تلوار ٹوٹ جائے، خون سے رنگی جائے۔ تب بھی اللہ تعالےٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والا سب سے درجہ میں بڑا ہے۔

ذکر الٰہی محبت و قرب خداوندی کی علامت اور اس کا بلاواسطہ سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکی اس قدر فضیلت بیان کی گئی ہے

۵

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَ اَزْکٰھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَ اَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرَقِ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَ یَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی فَقَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍؓ مَا شَیْءٌ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ (ترمذی ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل الذکر)

ترجمہ :- حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ تمہارے پروردگار کے نزدیک تمہارے اعمال میں سے بہترین عمل اور زیادہ پاکیزہ بنانے کا موجب اور تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا اور تمہارے لئے سونا، چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر اور تمہارے لئے اس سے بھی بہتر کہ تم اپنے دشمنوں سے لڑو، تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں کونسا عمل ہے! صحابہؓ نے عرض کیا رسولِ خداؐ فرمائیے ان سے بھی بڑھ کر اور بہتر عمل کونسا ہے۔ فرمایا اللہ کا ذکر۔ معاذ بن جبل نے کہا کہ اللہ کے عذاب سے بچانے والی چیز ذکر الٰہی سے زیادہ کوئی نہیں ہے

حقیقت یہی ہے کہ جتنا زیادہ خدا تعالےٰ کا نام وردِ زبان ہوگا اتنی ہی زیادہ اس کی پناہ اور رضا حاصل ہوگی۔ سلسلہ احمدیہ میں حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ اور حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصریؓ کو دیکھا ہے ہر وقت خدا کا ذکر کرنے والے تھے چلتے پھرتے، خلوت میں جلوت میں، جب بھی دیکھا تو یہی نظر آیا کہ اُن کے ہونٹ ہل رہے ہیں اور ذکر الٰہی کی آواز آ رہی ہے۔ حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ مسجد اقصےٰ میں خطبہ کے لئے منبر پر تشریف لے جاتے، برآمدہ کے ستون کی طرف مونہہ کرکے دیر تک ذکر الٰہی کرنے کے بعد

پھر تشہد پڑھتے اور حضرت مولوی غلام نبی صاحبؓ تو اکثر لوگوں کو یاد کراتے رہتے تھے اور حدیث کے الفاظ میں ہی تلقین فرماتے لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۔ کلاس میں لڑکے کے کان کو سزا کے طور پر پکڑ رہے ہیں اور ساتھ ہی اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ کا ورد ہو رہا ہے ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

۶

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ ۔ قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَمَا كَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ حَدِيْثًا عَنْهُ مِنِّيْ ۔ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى حَلْقَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكُمْ ؟ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ لِمَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِهٖ ۔ فَقَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَاكَ قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَاكَ قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ لِتُهْمَةٍ لَّكُمْ اِنَّهٗ اَتَانِيْ جِبْرَائِيْلُ فَاَخْبَرَنِيْ اِنَّ اللّٰهَ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ ۔

(ترمذی ۔ باب ما جاء فی القوم یجلسون فیذکرون اللہ ما لھم من الفضل)

ترجمہ :- حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے حضرت معاویہؓ مسجد میں تشریف لائے اور پوچھا لوگو کس لئے بیٹھے ہو؟ انھوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں ۔ حضرت معاویہؓ نے کہا خدا کی قسم کھا کر کہتے ہو کہ اسی لئے بیٹھے ہو ۔ انہوں نے کہا خدا گواہ ہے ہم ذکر الٰہی کی نیت سے ہی بیٹھے ہیں ۔ حضرت معاویہؓ نے کہا میں نے تمہیں قسم تہمت کی وجہ سے نہیں دی ۔ مجھ سے زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی قرابت دار مجھ سے کم حدیثیں بیان کرنے والا نہیں ہے (یہ ام المومنین ام حبیبہ کے بھائی بھی تھے اور کاتب وحی بھی) بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ اپنے صحابہؓ کے ایک حلقہ میں تشریف لائے اور فرمایا تم کس لئے بیٹھے ہو ۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے ذکر اور اس کی حمد کے لئے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہم پر اس کے ذریعہ احسان کیا ۔ تب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ خدا کی قسم کھا کر کہتے ہو کہ اسی لئے بیٹھے ہو ۔ صحابہؓ نے عرض کیا صرف اسی لئے ۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے قسم تمہیں اس لئے

نہیں دی کہ مجھے تمہاری بات پر یقین نہیں ہے۔ سنو! میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے مجھے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے بالمقابل تم پر فخر کرتا ہے۔

تخلیق آدم کے وقت فرشتوں نے کہا تھا کہ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ کہ خداوندا! تو انسان کو کس لئے پیدا کرتا ہے۔ ہم تیرے نام کی تسبیح کرتے ہیں اور انسان تو يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ زمین میں فساد کرے گا۔ اور خون ریزی کرے گا۔ اب جب ہم اکٹھے ہو کر اس کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر یہ ہمارا ذکر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے جب انسان خدا کا مقرب بنتا ہے اور عرصات عشق میں قدم مارتا ہے تو وہ مسجود ملائک بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کرنے کی ہمیں اس طرح توفیق دے کہ ہم کسی وقت بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہو۔ حتیٰ کہ ہم دست در کار و دل با یار کے مصداق ہوں۔ آمین یا رب العالمین۔

ہمّت نہیں ہارنی چاہیئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہمت نہیں ہارنی چاہیئے، ہمت اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے۔ مومن بڑا بلند ہمت ہوتا ہے۔ اسے ہر وقت خدا تعالیٰ کے دین کی نصرت اور تائید کے لئے تیار رہنا چاہیئے اور کبھی بزدلی ظاہر نہ کرنی چاہیئے۔ بزدلی منافق کا نشان ہے مومن دلیر اور شجاع ہوتا ہے۔ اگر شجاعت سے یہ مراد نہیں کہ اس میں موقع شناسی نہ ہو۔ موقع شناسی کے بغیر جو فعل کیا جاتا ہے وہ تہور ہوتا ہے۔ مومن میں شتاب کاری نہیں ہوتی، بلکہ وہ نہایت ہوشیاری اور تحمل کے ساتھ نصرت دین کے لئے تیار رہتا ہے اور بزدل نہیں ہوتا۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۹۳)

مغرب سے سچائی کے آفتاب کا پُر کیف طلوع

یورپ میں رونما ہونے والے روحانی انقلاب کی ایک جھلک

مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی سابق مبلغ جرمنی

آج سے تقریباً پون صدی قبل یورپین اقوام کے مزاج میں تبدیلی اور اسلام کی طرف ان کے میلان کے متعلق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے جو پیشگوئی فرمائی تھی اُس کے عظیم الشان ظہور کا جو نقشہ یورپ میں ہیگ، ہمبورگ، فرانکفورٹ، زیورچ اور لندن کی مساجد کو دیکھنے اور یورپی ممالک کے مخلص اور فدائی نومسلموں کے ساتھ ملاقات کرنے سے نگاہوں کے سامنے آتا ہے وہ یقیناً اس قدر روح پرور ہے کہ آج بھی اس کی یاد سے دل پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ——— مجھے یاد ہے ۵ مارچ ۱۹۶۱ء کا دن تھا جب میں فریضہ تبلیغ ادا کرنے کے لئے کراچی سے بذریعہ طیارہ پرواز کر کے ہالینڈ پہنچا۔ ایمسٹرڈم کے ہوائی اڈہ سے مسجد جانے کے لئے خاکسار محترم حافظ قدرت اللہ صاحب امام مسجد ہیگ اور دیگر احباب کی معیت میں اومنی بس میں سوار تھا۔ بس ہیگ کی صاف ستھری شاہراہوں پر سے گزرتی ہوئی جا رہی تھی اور میں بے تاب نگاہوں سے سڑک کے دونوں طرف بڑے غور سے دیکھتا جا رہا تھا۔ نگاہیں تثلیث کے گہوارہ میں خانہ خدا یعنی مسجد ہیگ کو دیکھنے کے لئے بے تاب تھیں۔ آخر کچھ سفر کے بعد بس ایک سٹاپ پر رکی۔ محترم حافظ صاحب اور دیگر احباب نے مجھے اترنے کا اشارہ کیا۔ بس سے اترتے ہی میری نگاہیں سامنے کی عمارت پر اٹھیں، یہی ہماری مسجد تھی۔ دروازے پر موٹے حروف میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ کندہ تھے۔ یہ نظارہ دیکھ کر مجھ پر جو کیفیت طاری ہوئی میں اپنی کوتاہ قلمی کے باعث اسے الفاظ کا جامہ پہنانے کی ہرگز طاقت نہیں رکھتا۔ اور مبالغہ نہ ہوگا

اگر یہ کہوں کہ اُس نظارہ کو مشاہدہ کئے بغیر اس کیفیت کو پورے طور پر سمجھنا مشکل ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اس عاجز کو یورپ کی تمام مساجد کو خود دیکھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام اور عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مغرب میں طلوع اسلام کے بارے میں پیشگوئیوں کی صداقت کو بچشم خود مشاہدہ کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ مستقبل کا مورّخ مغرب میں طلوع اسلام کے اس شاندار واقعہ کو تاریخ اسلام بلکہ تاریخِ عالم کا ایک سنہری باب قرار دے گا۔

گذشتہ صدی اسلام کی کمزوری اور انحطاط کا نازک ترین دور تھی۔ روحانی بلکہ سیاسی اور دنیاوی لحاظ سے بھی اسلام اپنی برتری کھو چکا تھا اس کے بالمقابل مغرب کی عیسائی اقوام جنہوں نے اسلام کے ذریعہ ہی علوم و فنون کے زیور سے آراستہ ہو کر بے علمی اور جہالت کے چنگل سے نجات پائی تھی۔ اب اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے درپے تھیں بلکہ اپنی ظاہری شان و شوکت اور طاقت کے گھمنڈ میں اور اپنی ترقی کی رفتار کو دیکھتے ہوئے اس یقین سے لبریز تھیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام اسلامی ممالک کی مساجد سے اذان کی گونج کی بجائے کلیساؤں کی گھنٹیوں کی جھنکار سنائی دے گی۔ چنانچہ ان کے ان عزائم کا اندازہ امریکہ کے ایک مشہور پادری مسٹر جان ہنری بیروز کے ایک لیکچر کے مندرجہ ذیل اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے ۱۸۹۷ء میں عیسائیت کی عالمگیر ترقی کا ذکر کرتے ہوئے بڑے ہی تعلّی آمیز لہجے میں کہا:-

"اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار آج ایک طرف لبنان پر ضو افگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورتِ حال پیش خیمہ ہے اُس آنے والے انقلاب کا کہ جب قاہرہ دمشق اور تہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے۔ حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں بھی پہنچے گی۔ اس وقت خداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکہ کے شہر اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا اور بالآخر وہاں اس حق و صداقت کی منادی کی جائے گی کہ ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدا کے واحد اور یسوع مسیح کو جانیں جسے تُو نے بھیجا ہے"

چنانچہ ان عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے چرچ کو دنیا کی طاقت ور عیسائی حکومتوں کی پشت پناہی بھی حاصل تھی۔ برطانوی پارلیمنٹ میں بھی یہ سوال کئی بار زیر غور آیا۔ ۱۸۵۷ء میں برطانوی پارلیمنٹ کے ایک

اجلاس میں پارلیمنٹ کے ایک رکن نے اپنی تقریر میں کہا۔

"خداوند نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ ہندوستان کی سلطنت انگلستان کے زیرنگیں ہے تاکہ عیسیٰ مسیح کی فتح کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے ہر شخص کو اپنی تمام تر قوت پورے ہندوستان کو عیسائی بنانے کے عظیم الشان کام کی تکمیل میں صرف کرنی چاہیئے"

پس عیسائیت نے اس دور میں اپنے سب سے بڑے حریف اور مدمقابل یعنی اسلام کو نحیف و ناتواں اور کمزور دبلے بس دیکھ کر صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا تہیہ کر لیا تھا۔ اس دجالی فتنہ کی دو دھاری تلوار اگر ایک طرف بیرونی دنیا میں عیسائی مشنوں کا وسیع جال پھیلا کر لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کر رہی تھی تو دوسری طرف یورپ اور امریکہ میں اسلام اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے خلاف بے بنیاد اور جھوٹے الزامات تراش کر لوگوں کو اسلام سے متنفر کر رہی تھی۔

الغرض اس زمانہ میں ایک طرف مسلمانوں کی اندرونی کمزوری اور بدحالی اور دوسری طرف عیسائیت کی زبردست یلغار کے باعث اسلام کا سفینہ ایک خوفناک منجدھار میں پھنس کر بری طرح ہچکولے کھا رہا تھا اور بظاہر حالات نظر یہی آتا تھا کہ یہ ڈوب کر ہی رہے گا۔

تیرھویں صدی ہجری میں اسلام کے اس سسکیاں لیتے ہوئے اور نیم مردہ جسم کی مسیحائی کے لئے اللہ تعالےٰ نے پنجاب کی ایک گمنام بستی یعنی قادیان کی سرزمین سے مسیح دوراں اور مہدی زماں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السّلام کو اسلام کی مدافعت کے لئے منتخب کیا۔ اور آپ کے قلب صافی میں اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بے پناہ عشق و محبت اور اسلام کے لئے غیرت و حمیت کا جذبہ کوٹ کوٹ کے بھر دیا اسلام کی بے کسی و بے چارگی کو دیکھ کر آپ کی روح خدائے ذوالجلال کے حضور بے قرار و وارفتہ ہو کر یوں گویا ہوئی:۔

فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
میرے زخموں پہ لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سُن میں ہو گیا زار و نزار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیٰ!
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

اس مضطرب اور بے قرار دل کی آہ و زاری اور دعاؤں کو خدا تعالےٰ نے شرف قبول بخشا اور اپنے

وعدہ کے مطابق اسلام کی ناؤ کو حوادث اور مصائب کے ان پرخطر اور ہولناک طوفانوں سے بچا کر حفاظت کے ساتھ کامیابی و کامرانی کے ساحل تک لے جانے کے لئے آپ کو مامور فرمایا۔

بظاہر مایوس کن اور ناموافق حالات میں آپ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر دنیا میں اعلان کیا کہ اے تاریکی کے پرستارو اور ظلمات میں زندگی بسر کرنے والو اٹھو کہ اب آخیر شب ہے اور اسلام کا آفتاب ایک بار پھر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہونے کو ہے۔ آپ اپنی تصنیف "فتح اسلام" میں فرماتے ہیں:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے"۔

پھر آپ اپنی خداداد روحانی بصارت سے تثلیث کے دجالی محل کو مسمار ہوتے ہوئے دیکھ کر اپنی اسی تصنیف میں فرماتے ہیں:۔

"اور یاد رکھو کہ وہ فرشتے جو میرے ساتھ اترتے ہیں۔ اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور ان کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب کو توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دئے گئے ہیں اور وہ وقت دور نہیں کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے"۔

اسی طرح آپ نے تمام دیگر مذاہب کے بالمقابل اسلام کے غالب آنے کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:۔

"آج کل تمام دیگر مذاہب کے لوگ جوش میں ہیں۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اب ساری دنیا میں مذہب عیسوی پھیل جائے گا اور برہمو کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں برہموؤں کا مذہب پھیل جائے گا اور آریہ کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب سب پر غالب آجائے گا۔ مگر یہ سب جھوٹ کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان میں سے کسی کے ساتھ نہیں۔ اب دنیا میں اسلام کا مذہب پھیلے گا اور باقی سب مذاہب اس کے آگے ذلیل اور حقیر ہو جائیں گے" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۴۳)

اسلام کے اس بہادر اور جری پہلوان کے مبارک لبوں سے اس نغمہ توحید کا جاری ہونا تھا کہ آسمان کے فرشتوں نے لپک کر دنیا کے گوشے گوشے میں ان نغمات توحید کے سروں کے تار کچھ اس طرح ہلائے کہ یک دفعہ یہ کرۂ ارض اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھا اور دنیائی عمر کے لحاظ سے پل بھر میں چشم فلک نے وہ نظارہ دیکھا جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

اس مختصر عرصہ میں اتنا بڑا روحانی انقلاب یقیناً ایک معجزہ ہے آج یورپ ہاں اسی یورپ کی سرزمین جہاں آج سے صرف نصف صدی قبل اسلام کی کسی خوبی کا اعتراف ایک ناقابل معافی جرم سمجھا جاتا تھا اسلامی مساجد

سے معمور نظر آرہی ہے۔ جرمن، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، اسٹریا، سکنڈے نیویا، سپین اور انگلستان سے دن میں پانچ بار اسلامی اذان کی مسحور کن آواز یورپ کی فضا میں بکھر کر وہاں کی سعید روحوں کو مژدۂ بہار پہنچا رہی ہے۔ اب تک یورپ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں سینکڑوں خوش قسمت افراد اسلام کے نور سے منور ہو کر عیسائیت کے چنگل سے نجات پا چکے ہیں اور دوسری ہزاروں بلکہ لاکھوں بے تاب روحیں ہیں جنہیں گو ابھی تک حلقہ بگوش احمدیت ہونے کی توفیق نہیں ملی۔ لیکن یورپ میں برق رفتاری سے بدلتے ہوئے حالات اور نئے رجحانات کو دیکھ کر یہ کہنا بعید از قیاس نہ ہوگا کہ ان ہزاروں بلکہ لاکھوں مضطرب روحوں کی مثال اس پکے ہوئے پھل کی طرح ہے جنہیں ہوا کا کوئی جھونکا بھی گرا کر احمدیت کی آغوش میں ڈال سکتا ہے۔

یورپ میں اس زبردست روحانی انقلاب کا سہرا گو جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کے سر ہے جو کہ وہاں پر مساجد کے قیام۔ قرآن کریم کے یورپ کی مختلف زبانوں میں تراجم۔ اسلامی لٹریچر، اور رسالوں کی اشاعت اسی طرح ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ تبلیغ کے کام کو منظم کرکے کی گئی ہیں۔ لیکن اس واضح حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یورپ میں ہماری تبلیغی جدوجہد ظاہری لحاظ سے وہاں کی مادی ترقی اور آبادی کو دیکھتے ہوئے آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ لیکن اس کے باوجود یوں معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی مشیت کی تاریں آسمان پر حرکت کرکے وہ ساز الاپ رہی ہیں جسے آج سے ستر برس قبل خدا کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں گایا تھا:۔

آسماں پہ دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پہ فرشتوں کا اتار
آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار
آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

گذشتہ دو عالمی جنگیں اور خصوصاً جنگ عظیم ثانی جہاں بے شمار انسانوں کے لئے تباہی و بربادی اور ہلاکت کا باعث بنی وہاں اس جنگ کے نتیجہ میں نوآبادیاتی نظام کی زنجیریں ٹوٹنے اور بین الاقوامی حالات کے یکسر بدل جانے کے باعث ایسے تغیرات رونما ہوئے جو دن بدن اسلام کے حق میں مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ یورپ کے موجودہ حالات جنگ عظیم ثانی سے قبل کے حالات سے بالکل مختلف نظر آتے ہیں یورپ کا خطہ جو اس سے قبل آقاؤں کی سرزمین سمجھا جاتا تھا موجودہ دنیا کا جو رسل و رسائل کی حیرت انگیز ترقی اور بدلے ہوئے بین الاقوامی تعلقات کی بنا پر ایک شہر کی حیثیت رکھتی ہے، ایک محلہ متصور ہوتا ہے۔ مختلف ممالک اور قوموں

ئے آپس میں اس قدر قریب آجانے کے باعث یورپین اقوام کے ذہنوں میں غیر معمولی فراخی اور وسعت نظر آتی ہے۔

جنگ عظیم ثانی سے قبل جرمنی میں یہ حالت تھی کہ غیر ملکی عنصر خال خال نظر آتا تھا اور نازی حکومت اس امر کو اپنا ایک اہم فریضہ سمجھتی تھی کہ جرمن قوم غیر جرمن اقوام کی آمیزش سے بکلی مبرا رکھا جائے۔ چنانچہ دیگر وجوہات کے علاوہ یہ امر بھی جرمنی میں آباد ساٹھ لاکھ یہودیوں کے لقمۂ اجل بنا دیئے جانے کا باعث ہوا۔ ان سیاسی حالات سے قطع نظر یورپ میں اسلام کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات درحقیقت عیسائی چرچ کی طرف سے اسلام کو بدنام کرنے کی صدیوں پرانی منظم کوششوں کا نتیجہ تھے۔

قرونِ وسطیٰ میں اسلامی سلطنت کی بڑھتی ہوئی وسعتوں سے خوف زدہ ہو کر اور اسلام کی چھا جانے والی روحانی طاقت کو اپنے لئے خطرہ کا الارم متصور کر کے ساری کی ساری عیسائی دنیا نے متحد ہو کر اسلام اور بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے خلاف الزام اور بہتان تراشی کی مہم کو منظم طریقہ سے شروع کیا جیسا کہ مضمون کے ابتداء میں برطانوی پارلیمنٹ کے ایک رکن کی تقریر کے حوالہ سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اس مہم کو کامیاب بنانے میں عیسائیت کو چرچ کی زبردست پشت پناہی حاصل تھی۔ چنانچہ رسائل وکتب، اخبارات وجرائد نیز ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ غرض کہ ہر طرح کے ذرائع کو بروئے کار لاکر اسلام کے خلاف ایک نہایت مسموم فضا پیدا کر دی گئی تھی۔

لیکن اصدق الصادقین اور معصوموں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیارا خدا یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ اس کا بزرگ اور پاک فرستادہ تو صبح وشام توہین وتذلیل کا ہدف بنے اور عیسائیت کے جھوٹے خدا کی ہمیشہ کے لئے پرستش کی جائے۔ خدا کی غیرت جوش میں آئی اور اس نے یورپ کی سرزمین پر ایسی ہوا چلائی کہ مردہ انسان کی اندھا دھند پرستش کرنے والے یکایک خواب غفلت سے بیدار ہونا شروع ہوئے۔ عیسائیت کی گرفت ڈھیلی ہونے لگی۔ اسلام کے جری پہلوان اور کاسرِ صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود خلیفہ سیدنا محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یورپ میں بھیجے ہوئے مجاہدوں نے بیک وقت دلیوانہ وار یورپ کے مختلف کونوں سے اس زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ ان کے اللہ اکبر کے نعروں کی گونج سے تثلیث کا محل پاتال تک لڑکھڑانے لگا۔ عیسائیت کے علمبردار جو آج سے صرف پون صدی پہلے تک عیسائیت کی روز افزوں ترقی کے باعث صلیب کی چمکار کو اگر ایک طرف لبنان پر ضو افگن دیکھتے تھے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اسکی چمکار سے انہیں جگمگ جگمگ کرتا دکھائی دیتا تھا ہاں عیسائیت کے یہی علمبردار یہاں تک کہ مشہور مفکر بشپ سٹیفن نیل جیسے عیسائی رہنما اپنی امیدوں کے چمن کو اجڑا ہوا دیکھ کر یہ کہنے پر

مجبور ہوئے ہیں کہ :-

ترجمہ - بیسویں صدی کا آغاز عیسائی کلیسا کے لئے ایک امید کا دور تھا۔ مغربی کلیسیا توانا و تونگر دکھائی دیتا تھا اور ہر خطہ ارضی پر نئے شاندار کلیسیا نہایت تیزی سے وجود میں آرہے تھے یوں معلوم ہوتا تھا کہ عیسائیت کی تعلیم بلا روک ٹوک تمام سطح زمین پر پھیل جائے گی۔ (لگواٹے افسوس) کہ آج پچاس سال بعد سارا نقشہ ہی بدل گیا ہے۔ آج ہر عیسائی خوب جانتا ہے کہ عیسائیت پر سختی کے دن آگئے "

اس قسم کے خیالات کا اظہار یورپ کے مختلف طبقوں سے اب اس کثرت سے ہونے لگا ہے کہ ان سب حوالہ جات کو یکجا کرنے کے لئے ایک ضخیم تالیف کی ضرورت ہوگی البتہ موجودہ صدی کے عالمی شہرت رکھنے والے یورپ کے عظیم مفکر جارج برنارڈ شا کے ایک مضمون کا ایک اقتباس پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے وہ لکھتے ہیں :-

" مجھے یقین ہے کہ ساری برطانوی سلطنت ایک قسم کا اصلاح شدہ اسلام اس صدی کے اختتام پر قبول کرلے گی، میں نے محمدؐ کے دین کو ہمیشہ ہی بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے میرے نزدیک یہی مذہب بدلتے ہوئے زمانہ کے مقابل پر ایسی اہلیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے یہ ہر زمانہ کے لوگوں کو اپیل کرتا ہے دنیا کو میرے جیسے بڑے ادیبوں کی پیشگوئیوں کو یقیناً بڑی وقعت دینی چاہیئے۔ اور میں نے یہ پیشگوئی کی ہے کہ محمدؐ کا دین جیسا کہ آجکل یورپ میں قبول کیا جا رہا ہے ویسا ہی کل بھی قبول کیا جائے گا۔

قرون وسطیٰ کے پادریوں نے یا تو جہالت کی وجہ سے یا تعصب کی بنا پر محمدؐ کے دین کی نہایت تاریک تصویر کھینچی تھی۔ فی الحقیقت انہیں محمدؐ اور اس کے مذہب سے نفرت کرنے کی ٹریننگ دی گئی تھی ان کے نزدیک محمدؐ یسوع کا دشمن تھا۔

لیکن میں نے اس عظیم شخصیت کا مطالعہ کیا ہے میری رائے میں وہ نہ صرف یہ کہ دشمن مسیح نہ تھے بلکہ وہ انسانیت کے نجات دہندہ تھے میرا ایمان ہے کہ اگر موجودہ زمانہ میں محمدؐ جیسا انسان دنیا کا ڈکٹیٹر یا آمر بن جائے تو وہ ہمارے زمانہ کی مشکلات کا ایک حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اب یورپ محمدؐ کے مذہب کے اصولوں کو سمجھنے لگا ہے، اور آئندہ صدی میں یورپ اس بات کو اور زیادہ تسلیم کرے گا کہ اسلام کے اصول ہی اس کی الجھنوں کو حل کر سکتے ہیں۔ موجودہ وقت میں بھی میری قوم کے اور یورپ کے کئی لوگ،

اسلام کو اختیار کر چلے ہیں اور کہا جا سکتا ہے کہ یورپ کے اسلامی بننے کا آغاز ہو چکا ہے "

مغرب سے ابھرتے ہوئے سورج کی یہ ضیا یقیناً ایک روشن اور پُرفشاں دن کی آئینہ دار ہے جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوگی۔ حضور فرماتے ہیں:-

" وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف چڑھے گا اور یورپ کے سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام، اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک کہ دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی "

(تذکرہ صہ ۲۸۶)

یہ وہ خدائی سکیم ہے جو اپنے وقت پر پوری ہوگی جس طرح دنیا کی حکومتیں پانچ سالہ اور دس سالہ سکیمیں اور منصوبے تیار کرتی ہیں اسی طرح روحانی نظام میں بھی خدائی سکیمیں تیار ہوتی ہیں اور آسمان کے فرشتے زمین پر اپنی روحانی تاثیرات ڈال کر اس روحانی بارش کے ذریعہ ان سکیموں کی آبیاری کرتے رہتے ہیں کیا کسی انسانی تدبیر کے ہاتھوں یہ تغیر رونما ہو سکتا تھا کہ عیسائی اپنے مذہب کے سب سے اہم اور بنیادی عقیدہ یعنی مسیح کی صلیبی موت کے بارے میں نہ صرف یہ کہ شک و شبہ کا شکار ہو جائیں بلکہ جدید اور سائنٹیفک تحقیقات کی روشنی میں اسے سراسر غلط اور بے بنیاد قرار دینے لگیں حال ہی میں جرمن سائنسدانوں کے ایک گروہ نے اٹلی کے شہر ٹورن سے ملنے والے مسیح کے دو ہزار سالہ پرانے کفن کے متعلق تحقیقات کی۔ جس کے نتائج DAS LINEN BY KURT BARNA کی صورت میں جرمنی سے شائع ہوئے ہیں۔ ماہرین نے ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر سے زندہ اتارے گئے تھے۔ کیونکہ آپ کے خون اور جسم پر لگائے جانے والی دواؤں کے نشانات کفن پر موجود ہیں

جن کا فوٹو لینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ اس وقت زندہ تھے آپ کی آنکھیں کھلی تھیں اور دل باقاعدہ کام کر رہا تھا۔

ماہرین کی اس تحقیق کا شائع ہونا تھا کہ یورپ کے اخبارات میں اس تحقیق کے بارے میں رائے زنی شروع ہوئی جس پر چرچ کو ایک شدید صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔ جیسا کہ سٹاک ہالم کے ایک اخبار نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۵۷ء کے اداریہ میں لکھا کہ "اس تحقیق کے نتیجہ میں کیتھولک چرچ کی مذہبی تاریخ کا ایک اہم راز منکشف ہو کر رہ گیا ہے" پھر اسی مضمون میں آگے چل کر مصنف لکھتا ہے کہ "بائیبل کہتی ہے کہ مسیح نے صلیب پر جان دے دی مگر سائنسدان مصر ہیں کہ دل نے عمل کرنا بند نہیں کیا تھا"
اس تحقیق کی اشاعت پر عیسائی چرچ پر جو خوف طاری ہوا اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ چرچ کے دباؤ سے اس کتاب کی اشاعت بند کر دی گئی، ہمارے جرمن مشن کی طرف سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و ممات کے بارے میں شائع کی جانے والی ایک کتاب کے لئے Das سہ ع نہ زر کے مصنف سے اس کتاب کے بعض حوالہ جات کو نقل کرنے کی اجازت طلب کی گئی تو کتاب کے مصنف نے تحریری طور پر ہمارے مشن سے معذرت کرتے ہوئے لکھا کہ "اسے اندیشہ ہے کہ اس وجہ سے چرچ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے" عیسائی چرچ اپنا دباؤ ڈال کر ایسی کتابوں کی اشاعت کو تو روک سکتا ہے لیکن عیسائی عقائد کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات اور عدم یقین کا جو سیلاب امڈا چلا آ رہا ہے اسے اب چرچ کا کوئی بند بھی روکنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اخبار بین حضرات جانتے ہوں گے کہ چند سالوں سے بڑے پیمانہ پر عیسائیوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد و یکجہتی پیدا کر کے عیسائیت کے نیم مردہ جسم میں آکسیجن کے ذریعہ مصنوعی تنفس پیدا کرنے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے۔ لیکن اب خدا تعالیٰ کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ اس مردہ کو قبر میں اتار دیا جائے۔ اور تثلیث اور انسانیت پرستی کے مذہب کی صف کو ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے لپیٹ دیا جائے۔

اب مشیت ایزدی یہی ہے کہ یورپ کی تشنہ روحیں جو مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ تڑپ کے جاں بلب ہو رہی ہیں۔ اسلام کے شیریں چشمہ سے سیراب ہو کر حیات ابدی کی لازوال نعمتوں سے سرفراز ہوں۔

یورپ کے وہ خوش نصیب وجود جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسی کے اثر سے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا جوا پہن کر اور اپنی زندگیوں کو اسلامی احکام اور قرآنی تعلیمات کے مطابق ڈھال کر یورپ کی رسوم و رواج کے خلاف عملی جہاد میں برسرپیکار ہیں ان کی یاد اب بھی مجھ جیسے کمزور اور بے عمل کے لئے مہمیز کا کام دے کر رشک کے جذبات پیدا کر دیتی ہے۔

یورپ کے مختلف ممالک کے بعض ان احمدی نوجوانوں کا تذکرہ جو احمدیت کے نور سے منوّر ہو کر اور اسلام جیسے جوہرِ بے بہا کی قدر کو سمجھ کر اب اس نور کو اپنے دوسرے ہم وطنوں تک بھی پہنچانے کے لئے بے تاب نظر آتے ہیں کا تذکرہ تفصیل طلب مضمون ہے۔ تاہم احمدیت کے ان ہونہار فرزندوں میں سے چند ایک کا مختصر تعارف اس مضمون کے ضمن میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ان میں سے قابل ذکر ایک تو ہمارے محترم بھائی عبدالسلام میڈسن ہیں۔ انہیں ڈنمارک میں جماعت احمدیہ کا آنریری مبلغ ہونے کا شرف حاصل ہے گزشتہ چند سالوں میں دو مرتبہ مرکز سلسلہ میں تشریف لا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ملاقات سے شرف یاب ہوئے۔

اسلامی تعلیمات سے گہری واقفیت رکھنے والے عالم اور کامیاب مبلغ ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں ڈینش زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ چند پارے شائع ہو کر منظر عام پر آچکے ہیں۔

اسیطرح سٹاک ہالم کے ہمارے بھائی سیف الاسلام محمود ارکسن ہیں۔ یہ بھی جماعت کے آنریری مبلغ ہیں اور کئی سالوں سے ڈینش زبان میں ایک ماہوار رسالہ ACTIVE ISLAM شائع کر کے اسلام کے قلمی جہاد میں حصہ لے رہے ہیں۔

پھر اسیطرح فرانکفورٹ کے جرمن احمدی نوجوان ہمارے بھائی محمود اسمٰعیل ہیں یہ اسلام کی تبلیغ کا بے پناہ جوش رکھتے ہیں ان کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان صحابہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو کسی لومۃ لائم کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ہر حال میں خدا کا پیغام دنیا کو سناتے جاتے ہیں۔

پھر اسیطرح انگلستان کے ہمارے نہایت ہی محترم بھائی بشیر احمد صاحب آرچرڈ ہیں ان کے نام سے تو شاید ہی ہماری جماعت کا کوئی دوست ناواقف ہو تقسیم ملک سے پہلے یہ فوج میں افسر تھے۔ اتفاق سے قادیان آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور بعض صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات اور قادیان کے پاکیزہ ماحول کا ایسا اثر ہوا کہ وہیں کے ہو گئے۔ ملازمت ترک کر کے اپنی زندگی اشاعت اسلام کے لئے وقف کر دی اور اب تقریباً بیس سال سے اللہ تعالےٰ سے باندھے ہوئے وقف کے عہد کو پورے صدق وصفا سے نباہ رہے ہیں

اور آج کل ٹرینیڈاڈ میں جماعت احمدیہ کے باقاعدہ مبلغ کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح بیسوں ایسے افراد کے نام لئے جا سکتے ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر کے اپنی زندگیوں میں ایک زبردست روحانی انقلاب پیدا کیا۔

پس ان خوش آئند حالات کو دیکھ کر اور خدا تعالیٰ کے سچے وعدوں پر پورا بھروسہ رکھتے ہوئے ہمیں یقین کامل ہے کہ اسلام کا یہ سویرا عنقریب ایک روشن دن میں تبدیل ہونے والا ہے جب کہ ظلمت و تاریکی کے بادل پورے طور پر چھٹ جائیں گے اور اسلام کا منور اور خوبصورت چہرہ اپنے پورے حسن و جمال کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہوگا۔ دنیا کے گوشے گوشے سے توحید کی صدا بلند ہوگی اور دنیا کی ہر قوم خواہ وہ یورپ میں آباد ہے اور خواہ افریقہ میں اور خواہ ایشیا میں اور خواہ امریکہ میں راستبازوں کے سردار اور نبیوں کے سرتاج حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے گی:

اللّٰھم صلّ علی محمّد وعلیٰ اٰل محمّد کما صلّیت علی ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انّک حمید مجید،

یاد رکھو!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے ۔ ۔ ۔ ۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔"

(ملفوظات جلد اول ۲۶۷)

مغرب کے عیسائی ممالک میں عیسائیت کی ناکامی!

الوہیت مسیح کے عقیدہ سے خود عیسائیوں کی بیزاری

حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے قریباً ستر سال قبل اُس زمانہ میں جب کہ عیسائی طاقتیں ساری دنیا پہ چھائی ہوئی تھیں اور عیسائیت ہر براعظم میں زور شور سے پھیل رہی تھی اللہ تعالےٰ سے خبر پاکر عیسائیت کے عبرتناک زوال کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ آپ نے بشارت دی تھی کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جب خود مغرب کے عیسائی ممالک میں توحیدِ خالق کی ایسی ہوا چلے گی کہ وہاں کے عیسائی باشندے الوہیتِ مسیح کے عقیدہ سے بدظن ہو کر علی الاعلان اس سے بیزاری کا اظہار کرنے میں کوئی باک محسوس نہ کریں گے۔ یہ پیشگوئی اوّل دن سے ہی بڑی عظمت و شان کے ساتھ پوری ہوتی چلی آرہی ہے۔ ہر چند کہ اوائل میں عیسائیت کی ناکامی اتنی نمایاں نہ تھی کہ ہر کہہ و مہ کو از خود محسوس ہو سکے لیکن آج جب کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی پیشگوئی پر قریباً ستر سال کا عرصہ گزر چکا ہے عیسائیت کی ناکامی کے آثار روز بروز نمایاں سے نمایاں تر ہوتے جا رہے ہیں حتیٰ کہ ان کا تذکرہ آئے دن خود عیسائی اخباروں میں بھی آتا رہتا ہے۔

فی زمانہ عیسائیت کی ناکامی کا سب سے نمایاں پہلو یہی ہے کہ عیسائیت کے مشرکانہ عقائد کے خلاف خود مغرب کے عیسائی ممالک میں بڑی شدومد کے ساتھ آواز اٹھنی شروع ہو گئی ہے۔ اس کا تازہ ترین ثبوت مشہور امریکی رسالہ "نیوز ویک" کا وہ قابلِ قدر مقالہ ہے جو اس نے ادارہ کی طرف سے اپنے ۱۱ اپریل ۱۹۶۶ء کے شمارہ میں ان صفحات میں شائع کیا ہے جو "مذہبی امور" کے لئے مخصوص ہیں۔ یہ طویل مقالہ عیسائیوں کے تہوار "ایسٹر ۱۹۶۶" کے موقع پر شائع کیا گیا ہے اس کا عنوان ہے "اصل مسیح کی تلاش" (A QUEST FOR THE TRUE JESUS) اِس مقالہ میں الوہیت مسیح سے متعلق چرچ کا عقیدہ بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ موجودہ سائنسی دور میں پروان چڑھنے والا انسان اِس روایتی اعتقاد کو تسلیم

کرنے کے لئے تیار نہیں ہے کہ مسیح بیک وقت مکمل انسان بھی تھا اور مکمل خدا بھی خود مغربی ممالک میں جو تمام تر عیسائی ممالک شمار ہوتے ہیں یہ خیال ذہنوں میں راسخ ہوتا جا رہا ہے کہ الوہیت مسیح کا روایتی عقیدہ بہت بعد کے زمانہ کی پیداوار ہے۔ پہلی صدی عیسوی کے مسیحی اس عقیدہ سے یکسر ناآشنا تھے۔ لوگوں میں یہ احساس بھی بڑھتا جا رہا ہے کہ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ فی الاصل مسیح کیا تھا ضروری ہے کہ روایتی عقیدہ کی بندشوں سے آزاد ہو کر تاریخ کے اوراق میں سے اصل مسیح کو تلاش کیا جائے۔ خود عیسائیوں کے خیالات میں اس تبدیلی کے ثبوت میں "نیوز ویک" نے امریکی اور یورپی یونیورسٹیوں میں مسیحی دینیات کی تعلیم دینے والے متعدد نامور پروفیسروں کے نظریات درج کئے ہیں جن میں انہوں نے عیسائی ہونے کے باوجود الوہیت مسیح کے عقیدہ پر کڑی نکتہ چینی کی ہے۔ ذیل میں ہم "نیوز ویک" کے محولہ بالا مقالہ کے اقتباسات درج کرتے ہیں۔ عیسائیت کی عبرتناک ناکامی کے ضمن میں ان کا مطالعہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

"نیوز ویک" مقالہ مذکور میں پہلے مسیح کی شخصیت کے متعلق چرچ کے روایتی عقیدہ کو واضح کرتے ہوئے رستم طراز ہے:۔

"رومی مورخوں نے اس واقعہ (واقعہ صلیب) کا بمشکل ہی کوئی ذکر کیا ہے۔ اُس وقت فلسطین کے مقامی حکام کے نزدیک مسیح شہر بہ شہر پھرنے والا ایک یہودی واعظ تھا۔ وہ اسے جلیل کے رہنے والے ایک بڑھئی کا بیٹا سمجھتے تھے۔ اس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ پیشگوئیاں کرتا اور عجائب کام دکھلاتا ہے۔ اور مذہبی اصلاح کا مدعی ہے۔ لیکن نئے عہد نامہ کے مصنفوں کے نزدیک مسیح کی زندگی اور موت، جسے وہ ایک اچنبہ اور چیستاں کے رنگ میں مسیح کے مرکر جی اٹھنے سے تعبیر کرتے تھے، انسانی گوشت پوست میں خود خدا کے حلول و ظہور کی آئینہ دار تھی۔ ان مصنفوں نے مسیح کی لائی ہوئی تعلیم اور اس کے فلسفہ پر روشنی ڈالنے کی بجائے خود مسیح کے متعلق (ایک نئی) تعلیم بیان کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ مسیح ایک ایسا وجود تھا جس میں خدا نے اپنے آپ کو جسمانی طور پر ظاہر کیا۔ اس کی لعنتی موت کے ذریعہ اُن سب لوگوں کو جو اس پر ایمان لائے نجات کا راستہ عطا کیا گیا۔ یہ بنیادی تبدیلی کا حامل بالکل ایک جدید مذہب تھا، جو یہودیوں کے نزدیک کفر کا آئینہ دار، یونانیوں کی نگاہ میں مضحکہ خیز، اور رومیوں کے نقطۂ نگاہ سے تخریبی نوعیت کا حامل تھا لیکن یہ نیا مذہب (یعنی چرچ کی ایجاد کردہ عیسائیت۔ ناقل) ان سب باتوں کے باوجود زندہ رہا حتیٰ کہ آج بھی دنیا کی ایک تہائی آبادی اس کے ساتھ وابستگی کا دم بھرتی چلی آ رہی ہے ہر زمانہ میں کچھ نہ کچھ لوگ اس تناقض کے حامل معمہ پر ایمان رکھنے کی طرف مائل ہوتے رہے ہیں کہ خدا گوشت پوست کا روپ دھار کر انسان کی

شکل میں ظاہر ہوا۔ بایں ہمہ تاریخی واقعات کو تجربہ اور مشاہدہ کی کسوٹی پہ پرکھنے والا دورِ جدید کا انسان جو سائنس کی گود میں پروان چڑھا ہے اِس چیستاں پر دل میں خلش محسوس کئے بغیر نہیں رہتا" (نیوز ویک ۔ ۱۱ اپریل ۱۹۶۶ء)

آگے چل کر "نیوز ویک" کے اِس مقالہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ابتدائی مسیحی، مسیح کو صرف خدا کا ایک رسول مانتے تھے۔ بعد میں چرچ نے از خود اسے خدا بنا ڈالا۔ چنانچہ لکھا ہے :-

"بہت سے عیسائیوں کے نزدیک مسیح کے متعلق پرانے نظریات فی زمانہ بالکل غیر متعلق نظر آتے ہیں۔ پہلی صدی عیسوی کے عیسائی مسیح کو مختلف ناموں سے یاد کرتے تھے اوّل تو وہ اسے مسیح کہتے تھے یعنی مسیح کیا ہوا پھر وہ اسے آقا، نجات دہندہ، ابن آدم اور رسول کہہ کر بھی پکارتے تھے۔ ان ناموں کے ذریعہ وہ یہ ظاہر کرتے تھے کہ عملاً مسیح انسانوں کے لئے کیا کچھ کر دکھاتا ہے، چرچ کے بڑے بڑے پادریوں نے بعد ازاں یونان کے فلسفیانہ نظریات کی مدد سے یہ بتانا شروع کیا کہ مسیح اپنی ذات میں کیا تھا۔ انہوں نے کہا تثلیثِ مقدس کے اقانیم ثلاثہ باپ، بیٹا، روح القدس میں سے مسیح دوسرا اقنوم ہے جو بیک وقت انسانیت اور الوہیت دونوں کا حامل ہے۔ مراد اس سے یہ تھی کہ وہ مکمل خدا اور مکمل انسان ہے" (ایضاً)

مذکورہ بالا مقالہ میں الوہیت مسیح کا عقیدہ پیش کرنے اور یہ بتانے کے بعد کہ یہ عقیدہ یونان کے فلسفیانہ نظریات کے زیر اثر بہت بعد میں ایجاد کیا گیا "نیوز ویک" نے اس امر پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ موجودہ زمانہ میں خود نامور عیسائیوں کا اس عقیدہ پر سے ایمان اٹھ چکا ہے۔ وہ مسیح کو فطرتاً ایک انسان سے زیادہ اور کوئی درجہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں "نیوز ویک" نے مسیحی دینیات کے متعدد پروفیسروں کی آراء درج کی ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ رسالہ مذکور رقم طراز ہے :-

"فی زمانہ بعض ہم عصر عیسائی مسیحی دینیات کے استاد رینہولڈ نیبہر (REINHOLD NIEBOUHR) کی طرح مسیح کے روایتی قصہ کو خدا اور بندہ کے باہمی ملاپ کی ایک بامعنی علامت سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک یہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جس کی تاریخ سے تصدیق ہو سکے۔ کیلیفورنیا کے ایپسکوپل بشپ جیمز اے پائک (JAMES A PIKE) نے تثلیث اور مر کر جی اٹھنے کے واقعہ کو سرے سے مسترد کر دیا ہے اور بعض تنقید و تجزیہ کے عادی اساتذۂ دینیات کے نزدیک جن میں سے ایک ٹمپل یونیورسٹی میں مذہبیات کے پروفیسر ڈاکٹر پال وان بورن (DR. PAUL VAN BUREN) بھی ہیں الوہیتِ مسیح

کا سارا تذکرہ خواہ اس کی بنیاد فلسفہ مابعد الطبعیات پر ہو یا انجیل پر، شاعرانہ تخیل سے زیادہ اور کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔" (ایضاً)

آگے چل کر مضمون میں بعض مزید یورپی اساتذۂ دینیات کے نظریات کا بھی ذکر کیا گیا ہے وہ سب کے سب الوہیت مسیح کے عقیدہ سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مسیح فطرتاً محض ایک انسان تھا نہ کہ خدا یا خدا کا بیٹا۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"جیسوئٹ تھیالوجین پیٹ فرانسن (PIET FRANSEN) کو بہت سے دیگر اساتذہ دینیات کے اس نظریہ سے اتفاق ہے کہ ہمارے زمانہ میں یہ بتانا بہت مشکل ہے کہ مسیح کی الوہیت سے کیا مراد ہے ان کا کہنا ہے کہ ہم ہنوز اندھیرے میں اس کے بالوضاحت اظہار کا طریق تلاش کر رہے ہیں۔ اس بارہ میں ہم بالکل نابلد واقع ہوئے ہیں۔ بروکلین کے سینٹ فرانسس کالج میں شعبۂ دینیات کے صدر فرانسسکن برادر عیسےٰ ڈور میک کیرن (ISADOR McCARRON) کا کہنا ہے کہ مسیح کی الوہیت کو چرچ کی طرف سے کبھی بھی دو اور دو چار کی طرح واضح طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ انہوں نے کہا ہے مجھے یقین ہے کہ مسیح کو خود اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہ خدا ہے۔ انہوں نے مزید کہا ہے کہ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ہم مسیح کو ایک عام انسان تصور کرنا کس طرح سیکھیں، ایک ایسا انسان جس نے ہر انسانی حس اور جذبہ کو اپنے پر وارد ہوتے دیکھا اور اس کا تجربہ کیا۔ بہت سے نوجوان امریکی اساتذہ دینیات کی طرح میک کیرن کو یقین ہے کہ مسیح کی تغیر پذیر انسانیت پر پوری توجہ مرکوز کر کے ہی ہم اپنے اندر خدا کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کر سکتے ہیں۔" (ایضاً)

الوہیت مسیح کے عقیدہ سے خود مسیحیوں کی بیزاری کا ذکر کرتے ہوئے مضمون میں ایک عجیب و غریب انکشاف بھی کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ اٹلی کے ایک فلم ساز ادارہ نے مسیح علیہ السلام کی زندگی پر مشتمل ایک فلم تیار کی ہے۔ اس فلم کو مسیح علیہ السلام کو کلیتہً ایک انسان کے طور پر پیش کیا گیا ہے، فلم تیار کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کو خدا نہیں بلکہ ایک انسان ثابت کیا جائے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس فلم کو پوپ جان آنجہانی (POPE JOHN XXIII) کے نام سے معنون کیا گیا ہے، مغربی ممالک میں عقیدۂ الوہیت مسیح سے عام بیزاری کے ثبوت میں اس فلم کا ذکر کرتے ہوئے مضمون میں لکھا ہے:۔

"مسیح کو تغیر پذیر انسان سمجھنے کے اس انداز کی اہمیت و افادیت کو ایک حیرت انگیز اطالوی فلم میں بڑے ہی ڈرامائی انداز میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اس فلم کا نام ہے 'متی کی انجیل'

سے ایک مارکسی اطالوی باشندہ نے ڈائریکٹ کیا ہے اور اس کو موجودہ پوپ کے پیش رو پوپ جان ۲۳ انجہانی کے نام سے معنون کیا گیا ہے۔ فلم کے ڈائریکٹر پیئر پاؤلو پسولینی (PIER PAOLO PASOLINI) نے اس فلم میں پیشہ ور ایکٹروں سے کام نہیں لیا ہے بلکہ اس کا مسیح ایک ہسپانوی طالب علم ہے اور اس میں من وعن متی کے الفاظ ہی استعمال کئے گئے ہیں۔ کیمروں سے جو تصاویر اتاری گئی ہیں ان کی رو سے انجیل کے پیش کردہ کرداروں میں، شک، امید، اور ثبات قدم کے انتہائی عمیق انسانی جذبات کی ہی عکاسی ہوتی ہے اور مسیح کا کردار کامل الیقین کا آئینہ دار نظر آتا ہے لیکن اس طور پر کہ وہ کامل الیقین صرف اس لئے ہی مقدس معلوم ہوتا ہے کہ وہ از اوّل تا آخر ایک انسانی خاصہ ہے۔

پسولینی کے تیار کردہ اس فلم کی نیویارک کے ایک آرٹ فلم تھیٹر میں سات ہفتہ قبل نمائش شروع ہوئی تھی۔ امریکہ کے فلم ڈسٹری بیوٹرز کو توقع ہے کہ یہ فلم عوام کے لئے سب سے زیادہ پرکشش ثابت ہوگا۔ اور تماشائیوں کو جوق در جوق کھینچ بلانے میں سب پر بازی لے جائے گا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ فلم ہائی سکولوں اور کالجوں کے طلباء کے لئے بہت پرکشش ثابت ہوا ہے۔ ایک سولہ سالہ لڑکی نے فلم دیکھ کر کہا۔ آج تک میں نے جتنی فلمیں دیکھی ہیں یہ ان میں سے بہترین فلم ہے۔ مسیح واقعی بہت ٹھنڈے مزاج کا انسان تھا " (الیضاً)

"نیوز ویک" کا یہ قیمتی مقالہ جو اس نے ایسٹر ۱۹۶۶ء کے موقع پر اپنے ۱۱ اپریل کے شمارہ میں شائع کیا ہے اس امر کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے قریباً ستّر سال قبل اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر جو پیشگوئی فرمائی تھی وہ آج بڑی شان سے پوری ہوکر آپ کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح عیاں کر رہی ہے۔ اس کا ظہور اس قدر مہتم بالشان ہے کہ آج مغرب کی عیسائی اقوام جن کے مذہب کے استیصال سے متعلق یہ پیشگوئی کی گئی تھی خود اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ثبوت فراہم کر رہی ہیں۔ مغرب کی وہی عیسائی اقوام جنہوں نے آج سے ایک صدی قبل عیسائیت کو ساری دنیا میں غالب کر دکھانے کا منصوبہ بنایا تھا اور اس میں ایک حد تک وہ کامیاب بھی نظر آتی تھیں اب خود الوہیتِ مسیح کے عقیدہ سے بیزار ہوکر ببانگ دہل یہ اعلان کر رہی ہیں کہ مسیح خدا نہیں بلکہ دوسرے انسانوں کی طرح ایک عاجز انسان تھا۔ اس محیر العقول انقلاب کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی نہایت درجہ عظمت وشان کے ساتھ پوری نہیں ہوئی کہ :-

"میں ہر دم اِس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دِل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے۔ میں کبھی کا اِس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا آقا دردِ توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے، غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے، مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسےٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کر دوں۔ سو اَب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھا دے۔ سو اَب دونوں مریں گے، کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو تسلیم کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب سے چڑھے گا اور یورپ کو سچّے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہو گا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور جو نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہو گا جب تک دجّالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں۔ ملکوں میں پھیلے گی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی"

(اشتہار ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء)

عہدیداران مجالس انصار اللہ کے لئے ضروری ہدایات

قیادت اشاعت

(قائد اشاعت:۔ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی)

۱۔ مجلس شوریٰ ۱۹۶۱ء کے فیصلہ کے مطابق ماہنامہ "انصار اللہ" کی اشاعت کو دو ہزار تک بڑھانے کے لئے مجلس مرکزیہ کا ہاتھ بٹائیں اور کوشش فرمائیں کہ آپ کی مجلس میں اس اہم علمی اور تربیتی رسالہ کے زیادہ سے زیادہ خریدار پیدا ہو جائیں۔ سالانہ چندہ صرف چھ روپے ہے۔

۲۔ ہر مجلس کے لئے ضروری ہے کہ چندہ مجلس مقامی سے اپنے لئے مستقل طور پر ایک ماہنامہ جاری کروائے

۳۔ انصار اللہ کو زیادہ سے زیادہ اپنے قلمی جوہر کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور ماہنامہ انصار اللہ کے لئے مختلف علمی اور تربیتی موضوعات پر مضامین لکھنے چاہئیں۔

۴۔ دفتر مرکزیہ سے مجلس کی مندرجہ ذیل مطبوعات منگوا کر اراکین میں تقسیم فرمائیں:۔

(۱) اقتباسات درثمین فارسی۔

(۲) باہمی محبت و اخوت

قیادت ذہانت وصحت جسمانی

(قائد:۔ مکرم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب)

۱۔ ہر مجلس سال میں اپنے ہاں کم از کم ایک دفعہ پکنک کا اہتمام کرے۔

۲۔ صحت کو قائم رکھنے کے لئے ہر مجلس اپنے ہاں سال میں کم از کم ایک مرتبہ ورزشی مقابلوں کا اہتمام کرے،

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی اوّل سنہ ۱۹۶۶ء

۲۰ر مارچ ۱۹۶۶ء کو اراکین انصار اللہ سے سبز اشتہار، نماز جنازہ کی دعائیں اور فریضہ نماز کے بعد کی ۲ دو دعاؤں کا امتحان لیا گیا جس میں کل ۲۲۰ دوستوں نے حصہ لیا ۱۸۴ معیار اوّل میں اور ۳۶ نے معیار دوم میں۔ اس میں مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد چک ۱۱، چہور ضلع شیخوپورہ اوّل اور مکرم خان محمد شفیع خاں صاحب کراچی دوم آئے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ آمین۔ (قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ
۱	اوکاڑہ	مکرم قاضی عبد الحمید صاحب اسلم	اوّل
۲	؍	؍ شیخ فضل الدین صاحب	؍
۳	؍	؍ میاں دین محمد صاحب بٹالوی	؍
۴	؍	؍ میاں جیون خان صاحب	؍
۵	۲۷۰-ایل کماچیلو تھر ہالمکر	؍ چوہدری فضل دین صاحب	دوم
۶	؍	؍ عبد العزیز صاحب خالد	اوّل
۷	؍	؍ صوفی غلام محمد صاحب زعیم	؍
۸	دار الیمن شرقی ربوہ	؍ ماسٹر شیر علی صاحب	؍
۹	؍	؍ محمد عظیم صاحب	؍
۱۰	دار الرحمت شرقی ربوہ	؍ مستری امام الدین صاحب گجراتی	دوم
۱۱		؍ مرزا برکت علی صاحب	اوّل
۱۲		؍ عبد القدیر صاحب	؍
۱۳		؍ سید محمد محسن صاحب	؍
۱۴	دار الیمن شرقی ربوہ	؍ چوہدری محمد حسین صاحب دکاندار	؍
۱۵	؍	؍ رحمت علی صاحب ٹھیکیدار	؍
۱۶	؍	؍ فیروز الدین صاحب	؍
۱۷	؍	؍ ماسٹر مولاداد صاحب	؍
۱۸	؍	؍ بشیر احمد صاحب	؍
۱۹	کوئٹہ	؍ میجر منیر احمد صاحب خالد	؍
۲۰	؍	؍ میاں عبد القیوم صاحب ایم اے	؍
۲۱	کوئٹہ	مکرم غلام مصطفیٰ صاحب صادق	اوّل
۲۲	؍	؍ حاجی فیض الحق خاں صاحب	؍
۲۳	؍	؍ محمد اسحٰق صاحب عابد	؍
۲۴	؍	؍ مستری جلال الدین صاحب	؍
۲۵	؍	؍ ملک محمد عبد الرحمٰن صاحب	؍
۲۶	؍	؍ خلیفہ عبد الرحمٰن صاحب	؍
۲۷	؍	؍ ماسٹر عبد الکریم صاحب	؍
۲۸	؍	؍ [illegible]اب الدین صاحب	؍
۲۹	؍	؍ ملک غلام حسین صاحب	؍
۳۰	؍	؍ مرزا محمد افضل صاحب	؍
۳۱	؍	؍ سید عبد الرشید شاہ صاحب	؍
۳۲	؍	؍ محمد عبد اللہ صاحب ڈار	؍
۳۳	؍	؍ محمد عبد الحق صاحب بنجوعہ	؍
۳۴	؍	؍ مولوی محمد احمد صاحب	؍
۳۵	؍	؍ ماسٹر عبد الحمید خان صاحب	؍
۳۶	؍	؍ محمد عیسیٰ خاں صاحب	؍
۳۷	؍	؍ عبد القیوم صاحب بی اے	؍
۳۸	؍	؍ مرزا محمد صادق صاحب	؍
۳۹	؍	؍ شیخ بشیر احمد صاحب سکھری	؍
۴۰	؍	؍ غلام مجتبیٰ صاحب	؍

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ
۴۱	کوئٹہ	مکرم عبدالسلام صاحب	اوّل
۴۲	〃	〃 نصیر احمد خاں صاحب	〃
۴۳	محلہ دارالبرکات ربوہ	〃 ملک حبیب الرحمٰن صاحب	〃
۴۴	〃	〃 امام علی صاحب زعیم	〃
۴۵	〃	〃 ماسٹر چراغ دین صاحب	〃
۴۶	〃	〃 ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد	〃
۴۷	سکھر	〃 قریشی عبدالرحمٰن صاحب	〃
۴۸	چوہڑ کانہ	〃 شیخ محمد علی صاحب انبالوی	〃
۴۹	〃	〃 محمد ابراہیم صاحب	〃
۵۰	سکھر	〃 غلام محمد صاحب	〃
۵۱	چکوال ضلع جہلم	〃 ملک مبارک احمد صاحب	〃
۵۲	〃	〃 محمد حسین صاحب اعوان	دوم
۵۳	پشاور	〃 میاں عبدالرشید صاحب	اول
۵۴	〃	〃 خواجہ محمد شریف صاحب	دوم
۵۵	〃	〃 عبدالکریم صاحب	اوّل
۵۶	〃	〃 محمد الطاف صاحب	اوّل
۵۷	〃	〃 خلیل الرحمٰن صاحب	〃
۵۸	حویلیاں (ہزارہ)	〃 صوبیدار مشتاق احمد صاحب	〃
۵۹	〃	〃 محمد نصیب صاحب عارف	〃
۶۰	〃	〃 غلام حسین صاحب	〃
۶۱	چہور چک ۲ شیخوپورہ	〃 سید علی ہاشمی صاحب	〃
۶۲	〃	〃 حافظ محمد اسماعیل صاحب	〃
۶۳		〃 محمد ابراہیم صاحب شاد	فرسٹ
۶۴	گوجرانوالہ	〃 چوہدری محمد شفیع صاحب	〃
۶۵	〃	〃 خورشید احمد صاحب	〃
۶۶	〃	〃 ماسٹر محمد بخش صاحب سونگی	〃
۶۷	〃	〃 خورشید لمحہ عبدالصمد صاحب	〃
۶۸	گوجرانوالہ	مکرم قاضی محمد شفیع صاحب عباسی	اوّل
۶۹	〃	〃 محمد بشیر صاحب چغتائی	〃
۷۰	ڈاور ضلع جھنگ	〃 مہر محمد حیات صاحب	〃
۷۱	〃	〃 عبدالواحد صاحب	دوم
۷۲	آنبہ ضلع شیخوپورہ	〃 عبدالحق صاحب	〃
۷۳	〃	〃 حکیم عبدالرحمٰن صاحب	اوّل
۷۴	〃	〃 محمد دین صاحب	〃
۷۵	جہلم شہر	〃 مولوی عبدالکریم صاحب	〃
۷۶	〃	〃 محمد حسین صاحب	〃
۷۷	〃	〃 والد محمد ابراہیم صاحب	〃
۷۸	〃	〃 حکیم عبداللہ صاحب	〃
۷۹	دارالصدر غربی ربوہ	〃 چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ	〃
۸۰	〃	〃 ماسٹر غلام احمد صاحب	〃
۸۱	〃	〃 چوہدری فیروز خان صاحب	〃
۸۲	〃	〃 حاجی رشید احمد خان صاحب	〃
۸۳	〃	〃 چوہدری اللہ بخش صاحب	〃
۸۴	〃	〃 قاری محمد امین صاحب	〃
۸۵	〃	〃 ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب	〃
۸۶	〃	〃 چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب	〃
۸۷	جھنگ صدر	〃 احمد دین صاحب	〃
۸۸	〃	〃 سراج دین صاحب	〃
۸۹	〃	〃 علی محمد صاحب	〃
۹۰	〃	〃 محمد بخش صاحب	〃
۹۱	بباڈہ	〃 محکم الدین صاحب	〃
۹۲	دارالصدر شرقی ربوہ	〃 رمضان علی صاحب	〃
۹۳	〃	〃 عبدالرحمٰن صاحب شاکر	〃
۹۴	〃	〃 فتح دین صاحب	〃

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ
۹۵	دار الصدر شرقی ربوہ	مکرم ماسٹر حمید احمد صاحب عباسی	اوّل
۹۶	〃	〃 نور احمد صاحب	〃
۹۷	〃	〃 نور محمد صاحب مختار عام	〃
۹۸	〃	〃 عباس علی شاہ صاحب	〃
۹۹	〃	〃 حاکم علی صاحب	〃
۱۰۰	دار الرحمت غربی ربوہ	〃 صوفی عطا محمد صاحب	〃
۱۰۱	〃	〃 محمد فاضل صاحب	〃
۱۰۲	〃	〃 صوفی نذیر احمد صاحب	〃
۱۰۳	〃	〃 محمد احمد صاحب	〃
۱۰۴	〃	〃 محمد اقبال حسین شاہ صاحب	〃
۱۰۵	〃	〃 محمد شریف صاحب	دوم
۱۰۶	〃	〃 کیپٹن محمد سعید صاحب	اوّل
۱۰۷	〃	〃 قریشی محمد صادق صاحب	〃
۱۰۸	〃	〃 ایم عبد الغنی صاحب	〃
۱۰۹	〃	〃 حکیم عبد الرحمٰن شاہ صاحب	〃
۱۱۰	〃	〃 خان امیر خان صاحب	〃
۱۱۱	فیکٹری ایریا ربوہ	〃 ماسٹر سعد اللہ خاں صاحب	〃
۱۱۲	〃	〃 احمد علی صاحب	〃
۱۱۳	〃	〃 عبد الغنی شاہ صاحب	〃
۱۱۴	〃	〃 سید عبد المنان صاحب	〃
۱۱۵	〃	〃 چوہدری محمد احمد صاحب	〃
۱۱۶	دار الرحمت شرقی ربوہ	〃 پیر ڈمبر حبیب اللہ خان صاحب	〃
۱۱۷	〃	〃 ڈاکٹر بشیر احمد صاحب	〃
۱۱۸	〃	〃 خان میر فضل الدین صاحب	دوم
۱۱۹	فیکٹری ایریا ربوہ	〃 سید محمد شریف صاحب	اوّل
۱۲۰	ایبے سینیا کراچی	〃 حسیب بخش صاحب	〃
۱۲۱	〃	〃 عطا حسین شاہ صاحب	〃
۱۲۲	ایبے سینیا کراچی	مکرم سید نذیر احمد صاحب	اوّل
۱۲۳	〃	〃 مرزا سردار محمد صاحب	〃
۱۲۴	رام سوامی کراچی	〃 محمد عبد اللہ مہر صاحب	〃
۱۲۵	ناظم آباد کراچی	〃 محمد شفیع خان صاحب نجیب آبادی	〃 (سیکنڈ)
۱۲۶	〃	〃 صدر الدین صاحب کھوکھر	〃
۱۲۷	〃	〃 ملک نصیر احمد صاحب	〃
۱۲۸	〃	〃 چوہدری سلطان محمود احمد صاحب	〃
۱۲۹	مارٹن روڈ کراچی	مکرم آفتاب احمد صاحب بسمل	〃
۱۳۰	〃	〃 محمد ابراہیم صاحب بھاگلپوری	〃
۱۳۱	〃	〃 چوہدری عزیز اللہ صاحب	〃
۱۳۲	عزیز آباد کراچی	〃 چوہدری نذیر احمد صاحب	〃
۱۳۳	〃	〃 حاجی عبد الکریم صاحب	〃
۱۳۴	〃	〃 محمد حمید احمد صاحب	〃
۱۳۵	مارٹی پور کراچی	〃 ملک محمد اشرف خان صاحب	〃
۱۳۶	ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی	〃 مسعود احمد صاحب خورشید	〃
۱۳۷	مالیر کراچی	〃 سید عبد الکریم	〃
۱۳۸	گولے کی ضلع گجرات	〃 پیرزادہ فیض عالم صاحب	〃
۱۳۹	〃	〃 پیرزادہ محمد اکبر صاحب سقراط	〃
۱۴۰	〃	〃 ماسٹر اللہ دتہ صاحب	〃
۱۴۱	〃	〃 خوشی محمد صاحب	〃
۱۴۲	〃	〃 پیرزادہ محمد اکبر شاہ صاحب	〃
۱۴۳	گلگشت ملتان	〃 عنایت علی صاحب	〃
۱۴۴	ملتان شہر	〃 عنایت اللہ خان صاحب بھٹی	〃
۱۴۵	〃	〃 محمد منظور احمد خان صاحب ایاز	〃
۱۴۶	〃	〃 ماسٹر امیر احمد صاحب	〃
۱۴۷	〃	〃 سید عبد الرزاق صاحب	〃
۱۴۸	دار الصدر جنوبی ربوہ	〃 حسن محمد خان صاحب	〃

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ
۱۴۹	دارالصدر جنوبی ربوہ	مکرم مولوی محمد شریف	دوم
۱۵۰	〃	〃 قریشی مقبول احمد	اوّل
۱۵۱	〃	〃 محمد سعید صاحب انصاری	〃
۱۵۲	〃	〃 شیخ نور احمد صاحب منیر	〃
۱۵۳	دارالرحمت شرقی ربوہ	〃 علم الدین صاحب	〃
۱۵۴	ملتان چھاؤنی	〃 چوہدری نذیر احمد صاحب	〃
۱۵۵	بہاول نگر	〃 محمد بشیر صاحب	دوم
۱۵۶	〃	〃 ایس ایم اقبال صاحب	اوّل
۱۵۷		〃 چوہدری غلام نبی صاحب	〃
۱۵۸	مرالہ ضلع گجرات	〃 شاہ محمد صاحب	〃
۱۵۹	منڈی بہاؤالدین	〃 چوہدری نذیر احمد صاحب	〃
۱۶۰	دارالیمن ربوہ	〃 ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب عثمانی	〃
۱۶۱	〃	〃 ملک فضل احمد صاحب	〃
۱۶۲	〃	〃 ملک احمد خان صاحب	〃
۱۶۳	〃	〃 سراج دین صاحب نائب نمبردار	〃
۱۶۴	〃	〃 محمد اسمٰعیل صاحب اسلم	〃
۱۶۵	〃	〃 حسن محمد صاحب	〃
۱۶۶	〃	〃 سردار محمد صاحب کاتب	〃
۱۶۷	شیخوپورہ	〃 حکیم مرغوب اللہ صاحب	〃
۱۶۸	〃	〃 شیخ گلزار احمد صاحب	〃
۱۶۹	سیالکوٹ	〃 چوہدری اللہ دتہ صاحب	〃
۱۷۰	〃	〃 محمد اقبال صاحب	〃
۱۷۱	ملتان چھاؤنی	〃 عبدالشکور صاحب	〃
۱۷۲	احمد نگر (مشرقی پاکستان)	〃 سمیر الدین صاحب	〃
۱۷۳	〃	〃 ابراہیم صاحب	〃
۱۷۴	〃	〃 منیر الدین صاحب	〃
۱۷۵	〃	〃 عزت اللہ صاحب	〃
۱۷۶	〃	〃 عبدالرزاق صاحب	〃
۱۷۷	〃	〃 سراج الاسلام صاحب	〃
۱۷۸	〃	〃 قدرت اللہ منشی	دوم
۱۷۹	〃	〃 فضل الحق صاحب	سوم
۱۸۰	〃	〃 ہاشم علی صاحب	دوم
۱۸۱	〃	〃 عبدالرحمٰن صاحب	سوم
۱۸۲	〃	〃 نور میاں	دوم
۱۸۳	〃	〃 شجاع علی صاحب	〃
۱۸۴	〃	〃 ابو عیسٰے صاحب	〃

معیار دوم

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ
۱	گرمولہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ	مکرم خواجہ عبدالعزیز صاحب	اوّل
۲	گرمولہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ	مکرم ماسٹر بشیر احمد صاحب	اوّل
۳		〃 میاں محمد ابراہیم صاحب	دوم
۴		〃 غلام احمد صاحب ولد ولی محمد صاحب	اوّل
۵		〃 عبداللطیف	〃
۶		〃 غلام احمد صاحب ولد عبدالاحد صاحب	〃
۷		〃 فیروز الدین صاحب ولد بشیر محمد صاحب	دوم
۸		〃 جمال الدین ولد خیر اللہ صاحب	〃
۹		〃 خواجہ عبدالسبحان صاحب	〃
۱۰		〃 میاں نیک محمد صاحب	〃
۱۱		〃 غلام حسن صاحب ولد عطا محمد صاحب	〃
۱۲		〃 ہدایت اللہ صاحب	〃
۱۳		〃 حسن محمد ولد عطا محمد صاحب	〃
۱۴		〃 خواجہ عبدالرحیم صاحب	〃
۱۵		〃 نور محمد ولد اکرم علی صاحب	سوم
۱۶		〃 جمال الدین ولد راج ولی صاحب	〃
۱۷		〃 غلام محمد ولد راج ولی صاحب	〃
۱۸	دارالبرکات ربوہ	〃 چوہدری محمد حسین صاحب	〃
۱۹		〃 چوہدری محمد ابراہیم صاحب	〃
۲۰		〃 غلام محمد صاحب	〃
۲۱	ڈاور ضلع جھنگ	〃 مولوی عبدالرحیم صاحب	〃
۲۲		〃 رانا چراغ دین صاحب	اوّل
۲۳	گولیکی ضلع گجرات	〃 مولوی محمد نصیر الدین صاحب اکمل	〃
۲۴		〃 چوہدری علی محمد صاحب	دوم
۲۵		〃 منشی احمد خان صاحب	اوّل
۲۶	دھاروالہ ضلع گجرات	〃 چوہدری مسیح عالم صاحب	〃
۲۷		〃 چوہدری بشیر احمد صاحب	〃
۲۸	نصرت آباد ضلع تھرپارکر	〃 سید داؤد مظفر شاہ صاحب	〃
۲۹		〃 سید عابد حسین صاحب	〃
۳۰		〃 چوہدری عزیز دین صاحب	〃
۳۱		〃 چوہدری حنیف احمد صاحب	〃
۳۲		〃 چوہدری فضل احمد صاحب	〃
۳۳		〃 چوہدری احمد دین صاحب	〃
۳۴		〃 چوہدری حشمت علی صاحب	سوم
۳۵		〃 خان دل محمد صاحب	سوم
۳۶		〃 چوہدری عبدالرحیم صاحب	اوّل

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ناشر چوہدری محمد ابراہیم۔
مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

درجہ
اوّل
دوم
اوّل
〃
〃
دوم
〃
〃
〃
〃
〃
〃
〃
سوم
〃
〃
〃
〃
〃
〃
اوّل
〃
دوم
اوّل
〃
〃
〃
〃
〃
〃
〃
〃
سوم
سوم
اوّل

امتحان اور آزمائش کا ہونا نہایت ضروری ہے

کوئی شخص اس کے بغیر دین دار نہیں بن سکتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

''روحانی فائدہ بھی انہی کو پہنچتا ہے جو آپ کوشش کرتے ہیں - دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلی اور افضل تھے مگر انہوں نے بھی دین کی خاطر کیسے کیسے مصائب اٹھائے - دین بھی تو مرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے - خدا تعالی چاہتا تو ایسا نہ کرتا - مگر اس نے دنیا کے لئے بھی یہی قانون رکھا ہے کہ محنت سے سب کچھ ہوتا ہے - اگر خدا تعالی کا فضل بھی ہو اور محنت بھی ہو تو انسان منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے - دنیا کے کاموں کیلئے انسان کیسے کیسے دکھ اٹھاتا ہے اور کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کرتا ہے تب جا کر کچھ حاصل ہوتا ہے - تو کیا دین کیلئے کچھ بھی محنت اور سعی نہیں کرنی چاہئیے ؟ اگر تھوڑا سا مقدمہ آ جاوے تو پھر اس کے واسطے کہاں کہاں سے سفارش لاتا ہے اور کس قدر خرچ کرتا ہے اور کتنی کوشش کرتا ہے- اور اگر باوجود اتنی کوشش کے وہ مقدمہ خارج ہو جاتا ہے تو پھر اپیل کراتا ہے - بلکہ اگر وہ بھی خارج ہو جاتی ہے تو پھر کیسی کیسی مصیبتیں برداشت کرکے اپیل در اپیل کرتا اور کیا کیا کر گزرتا ہے - تو کیا دین کو ہی ایسا سمجھنا چاہیئے کہ وہ محض پھونک مارنے اور کسی ورد وظیفہ کے کرنے سے حاصل ہو جائے گا اور یونہی آرام طلبی سے گزارنے پر اس میں کامیابی حاصل ہو جائے گی؟ خدا تعالی تو فرماتا ہے احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ صرف زبانی قیل و قال پر ہی ان کو چھوڑ دیا جائے گا اور صرف اتنا کہنے سے ہی کہ ہم ایمان لے آئے دین دار سمجھے جائیں گے اور ان کا امتحان نہ ہو گا؟ بلکہ امتحان اور آزمائش کا ہونا نہایت ضروری ہے - سب انبیاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ترقی مدارج کے لئے آزمائش ضروری ہے ، اور جب تک کوئی شخص آزمائش اور امتحان کی منازل طے نہیں کرتا دین دار نہیں بن سکتا ''

(ملفوظات جلد نہم صفحات ۴۴۲ ، ۴۴۳)

ما ئیل حضرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا